يَدُ اللهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ (ترمذی) لَا إِسْلَامَ إِلَّا بِجَمَاعَةٍ وَلَا جَمَاعَةَ إِلَّا بِإِمَارَةٍ (دارمی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث لاہور

جماعت اہل حدیث کا خصوصی ترجمان

بانی: محدث العصر مطلق زمانہ، جہبذ العلماء حافظ محمد عبداللہ روپڑی رحمہ اللہ

بیادِ: سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑی رحمہ اللہ، حافظ محمد جاوید روپڑی رحمہ اللہ

نگران اعلیٰ: صاحبزادہ عارف سلمان روپڑی

مدیر اعلیٰ: حافظ عبدالغفار روپڑی

جلد 59 | شمارہ 2 | جمعۃ المبارک 6 تا 12 نومبر 2014ء | فون 042-37656730 | فیکس 042-37659847

وضوء کی فضیلت

نبی رحمت ﷺ کے بیان کردہ فرامین بنی نوع انسان کے لیے نہ صرف رشد وہدایت کا روشن مینار ہیں بلکہ یہ دنیا وآخرت میں کامیابی کا سب سے بہترین ذریعہ بھی ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے کئی ایسے اعمال بتلائے ہیں جن پر عمل پیرا ہو کر انسان دنیا وآخرت میں سرخرو ہو سکتا ہے ان میں سے ایک وضوء بھی ہے جو نماز کی قبولیت کے لیے شرط اول کی حیثیت رکھتا ہے۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نماز کی کنجی وضوء ہے، اس کی تحریم اللہ اکبر اور اس کی تحلیل السلام علیکم کہنا ہے۔ (ابوداود) معلوم ہوا کہ وضوء کے بغیر نماز نہیں ہوتی چاہے نفلی ہو یا فرضی۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُبْلِغُ أَوْ فَيُسْبِغُ - الْوَضُوءَ ثُمَّ يَقُولُ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ إِلَّا فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةُ يَدْخُلُ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ۔ ”تم میں سے جو بھی وضوء کرے وہ خوب اچھی طرح وضوء کرے، پھر کہے: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور بیشک محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں، ایسے شخص کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں وہ ان میں۔ سے جس سے چاہے داخل ہو جائے۔“

(صحیح مسلم:234)

دعا ہے اللہ رب العزت ہمیں نبی کریم ﷺ کے فرامین پر کما حقہ عمل پیرا ہونے کی توفیق بخشے۔ آمین

درس حدیث

حافظ عبدالوحید روپڑی (سرپرست جماعت اہلحدیث)

حصولِ امن کے سنہری اصول بزبانِ رسول مقبول

عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ مَالِكِ بْنِ رَبِيعَةَ السَّاعِدِيِّ قَالَ: بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَلَمَةَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلْ بَقِيَ مِنْ بِرِّ أَبَوَيَّ شَيْءٌ أَبَرُّهُمَا بِهِ بَعْدَ مَوْتِهِمَا، قَالَ: نَعَمْ الصَّلَاةُ عَلَيْهِمَا، وَالِاسْتِغْفَارُ لَهُمَا وَإِنْفَاذُ عَهْدِهِمَا مِنْ بَعْدِهِمَا وَصِلَةُ الرَّحِمِ الَّتِي لَا تُوصَلُ إِلَّا بِهِمَا، وَإِكْرَامُ صَدِيقِهِمَا. ابوأسید مالک بن ربیعہ ساعدیؓ بیان کرتے ہیں ایک دفعہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ بنی سلمہ قبیلے کا ایک آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! کیا کوئی ایسی نیکی بھی باقی ہے جو میں والدین کی وفات کے بعد ان کے ساتھ کروں، آپ ﷺ نے فرمایا ہاں ان کے حق میں دعائے خیر کرنا، ان کے لیے بخشش و مغفرت طلب کرنا، ان کے بعد ان کے کیے گئے عہد کو پورا کرنا اور ان کے ان رشتوں کو جوڑنا جو انھی کی وجہ سے جوڑے جاتے ہیں اور ان کے دوستوں کی عزت کرنا۔ (ابوداود کتاب الادب باب بر الوالدین ص 930 رقم الحدیث: 5142)

والدین اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک گراں قدر نعمت ہے، انھیں جنت کے اور جہنم کے دروازے قرار دیا گیا ہے اس لیے اولاد کو ان کی قدر و منزلت کو جانتے ہوئے کما حقہ تکریم کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے والدین کو ڈانٹنے بلکہ کلمہ اُف کہنے سے بھی منع کیا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا تم ان کو کلمہ اُف بھی نہ کہو اور نہ ہی تم ان کو ڈانٹو اگر وہ تمھیں (کسی ناجائز کام کا حکم دیں تو پھر بھی تم ان کی توہین نہ کرو) اور تم ان کو اچھی بات کہو۔ (الاسراء: 23)

رسول اللہ ﷺ نے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی تلقین کرتے ہوئے ان کی وفات کے بعد بھی ان کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم دیا ہے جس کو آپ ﷺ نے اس طرح بیان کیا کہ ان کے لیے دعا اور اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کی جائے اور ان کے قائم کردہ رشتوں کا پاس کرتے ہوئے انھیں جوڑا جائے اور ان کے دوست واحباب کی تکریم کی جائے یہی وہ چیزیں ہیں جن کا فائدہ والدین کو ان کی وفات کے بعد پہنچتا ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وفات کے بعد انسان کے تمام اعمال منقطع ہو جاتے ہیں لیکن تین عمل باقی رہتے ہیں ان میں سے ایک نیک اولاد کا اپنے والدین کے لیے دعا کرنا ہے۔

سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ جب آپ کوئی جانور ذبح کرتے تو اس کے اعضاء کو الگ الگ کرتے اور اس میں سے سیدہ خدیجہؓ کی سہیلیوں کو بھی ارسال فرماتے۔ (بخاری بشرح الکرمانی کتاب مناقب الانصار باب تزویج النبی خدیجۃ وفضلہا ج 15 ص 86 رقم الحدیث: 3818)

(بقیہ: ص 17)

جماعت اہلحدیث
خصوصی ترجمان

ہفت روزہ تنظیم اہلِ حدیث لاہور

حافظ عبدالوہاب روپڑی
فاضل ام القریٰ مکہ مکرمہ

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ: حافظ عبدالغفار روپڑی
مدیر: پروفیسر میاں عبدالمجید
مدیر انتظامی: حافظ عبدالوہاب روپڑی
معاون مدیر: حافظ عبدالجبار مدنی
معاون مدیر: مولانا شاہد محمود جانباز
مینجر: حافظ عبدالظاہر ماثب 0300-8001913
Abdulzahir143@yahoo.com
کمپوزنگ: وقار عظیم بھٹی 0300-4184081

فہرست

درس حدیث 1
اداریہ 2
الاستفتاء 5
تفسیر سورۃ الاعراف 7
اسلامی سائنسی فکر 9
مولانا ظہیر الدین سے ملاقات 13

زرتعاون

فی پرچہ......10روپے
سالانہ......500روپے
بیرون ممالک200ریال (امریکی50ڈالر)

مقام اشاعت

ہفت روزہ "تنظیم اہلحدیث" رحمن گلی نمبر5
چوک دالگراں لاہور54000

اداریہ

پروفیسر میاں عبدالمجید

وطن عزیز سے تخریب کاری کو کیسے ختم کیا جاسکتا ہے؟

گذشتہ چند سالوں سے وطن عزیز خودکش دھماکوں، تخریب کاری، دہشت گردی، چوری، ڈاکے اور رہزنی کا شکار ہے۔نہ ٹرینیں محفوظ ہیں نہ بسیں نہ سڑکیں محفوظ ہیں نہ بازار۔فجر کی نماز میں لوگ مسجدوں میں جانے سے خوف کھاتے ہیں، کسی بھی ویران سڑک پر چلتے ہوئے فجر کے منہ اندھیرے یا رات کی تنہائی میں کوئی انسان سے آتا دکھائی دے تو جسم میں یوں خوف کی لہر دوڑ جاتی ہے جیسے کسی جنگل میں اچانک شیر کے سامنے آنے سے خوف طاری ہوتا ہے۔انسانی معاشروں میں پائے جانے والے جرائم کے یقیناً کچھ اسباب ہوتے ہیں یہ درست ہے کہ انسان خیر وشر کا مجموعہ ہے۔ جہاں اسے خیر کا ماحول ملتا ہے وہ خیر کی طرف راغب ہوتا ہے اور جہاں اسے شر کا ماحول ملتا ہے اس کے اندر خوابیدہ شر کی قوت ظاہر ہو جاتی ہے۔اس میں بلاشبہ استثنایات ہیں لیکن یہ ایک عمومی وطیرہ ہے جس کا میں نے ذکر کیا ہے۔

اپنی ریاست کی نبض پر ہاتھ رکھنے والی حکومتیں ہمیشہ جرائم کے بڑھتے ہوئے رجحان کے اسباب معلوم کرتی ہیں اور پھران اسباب کا تدارک کرتی ہیں۔ کہتے ہیں کہ ہالینڈ کے ایک علاقے میں اچانک لڑائی جھگڑے، دنگا فساد کی وارداتوں میں اضافہ ہوگیا۔حکومت نے تحقیقات کرائیں کہ اچانک اس علاقے میں یہ جرائم کیوں بڑھ گئے؟ معلوم ہوا کہ کچھ عرصہ سے وہاں کا عملہ صفائی اپنی ڈیوٹی صحیح طور پر انجام نہیں دے رہا، صفائی نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کے ذہنوں میں بے سکونی پیدا ہو رہی ہے جس کی وجہ سے لوگوں میں برداشت کا مادہ کم ہوگیا ہے۔ذہنی پریشانی کی وجہ سے لوگ چھوٹی چھوٹی باتوں پر مرنے مارنے پر تیار ہو جاتے ہیں۔

جب حکومتیں جرائم کے اسباب معلوم کرنے پر توجہ دیتی ہیں تو پھران اسباب کا تدارک بھی کیا جاتا ہے، پاکستان میں غالب اکثریت مسلمانوں کی ہے۔ اسلام ایک دوسرے کی عزت وآبرو جان ومال کی حفاظت کا درس دیتا ہے۔قرآن مجید نے تو تمام مسلمانوں کو باہم بھائی بھائی قرار دیا ہے۔ بھائی تو اپنے بھائی

کی عزت وناموس اور اس کی جان کے تحفظ کے لیے اپنی جان قربان کر دیتا ہے۔ مسلمان تو ایک دوسرے بلکہ غیر مسلموں کے بھی جان ومال اور عزت وناموس کے رکھوالے تھے۔ پھر نعرۂ تکبیر بلند کرتے ہوئے یا کلمہ طیبہ پڑھتے ہوئے ہم اپنے آپ کو بھی اور بھرے بازار میں معصوم بچوں، ضعیف العمر افراد بے گناہ مردوں عورتوں کے جسموں کے بھی چیتھڑے اڑا لیتے ہیں۔ اس امر میں کوئی شبہ نہیں کہ ملک دشمن قوتیں، ان کی خفیہ ایجنسیاں اس مذموم فعل کی مرتکب ہوتی ہیں لیکن اس حقیقت سے بھی انکار کی گنجائش نہیں ہے کہ اس جنگل کو کاٹ کر ویرانے میں تبدیل کرنے والے کلہاڑے میں دستہ اسی جنگل کی لکڑی نے مہیا کیا ہے، ورنہ اکیلا کلہاڑے کا پھل کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا۔

وطن عزیز کی بدقسمتی یہ ہے کہ یہاں جرائم سے لڑنے اور اس کے خاتمے کے لیے تو بہت سے ادارے ہیں جن پر بجٹ کا کثیر حصہ خرچ کیا جاتا ہے۔ یہاں مجرموں کے خاتمے کی کوششیں تو کی جاتی ہیں مگر جرائم کی نرسریوں کی طرف نظر نہیں کی جاتی۔ کتنی بدقسمتی کی بات ہے کہ ہمارے پیارے پیغمبر ﷺ نے تو اپنی اُمت پر حصول علم کو فریضہ قرار دیا تھا لیکن پاکستان دنیا میں جاہل اقوام میں شمار ہوتا ہیں۔ پھر نصاب کی تیاری پر ایسے لوگوں کو مسلط کر دیا گیا ہے جنھیں قرآن وسنت سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ قوموں کا نصاب ان کی ذہن سازی کے لیے تیار کیا جاتا ہے اور علوم مروجہ میں انھیں ترقی یافتہ اقوام کی صف میں شامل ہونے کے لیے تیار کیا جاتا ہے۔

یہاں پر جماعت اول سے لے کر میٹرک تک اردو، انگریزی کی کوئی کتاب اٹھالیں تو قبر پرستی، مردہ پرستی کی تعلیم فوت شدگان کی قبروں کو منبع فیض اور ان کے عرس اور قوالیوں کی تعریف میں زمین وآسمان کے قلابے ملتے ہوئے نظر آئیں گے۔ من گھڑت کراماتوں سے بچوں کے ذہن کو توہم پرست محنت ومشقت کی بجائے "بابوں" کی قبروں پر نذرونیاز دے کر امتحان میں کامیابی، کاروبار میں ترقی اور دنیاوی مقاصد کا حصول ان کے رگ وریشے میں سما جاتے ہیں اور پھر جب ان بابوں کے مقابر سے مرادیں پوری نہیں ہوتیں تو یہ مایوسی انھیں اسلام سے ہی دور کر دیتی ہے کیونکہ ان بے چاروں نے ہوش سنبھالتے ہی یہی سنا تھا "یہاں سے مانگنے والا کبھی خالی نہیں جاتا"

اسلام نے عدل کو جو اہمیت دی ہے منجملہ دیگر فوائد کے عدل معاشرے میں امن وامان کی ضمانت ہے۔ قرآن جو کہ مسلم اُمہ کی ہمہ پہلو اور ہمہ جہت رہنمائی کی کتاب ہے۔ اس میں سابقہ اُمم اور انبیاء کے واقعات ہماری رہنمائی کے لیے بیان کیے گئے ہیں۔ نبی کا گھرانہ ہے جس سے بہتر تعلیم وتربیت کا کوئی اور مرکز نہیں ہو سکتا اور پھر نبی کی گود میں پرورش پانے والے ہیں لیکن شیطان نے دل میں ایک بات بٹھا دی کہ پیار ومحبت میں ابا اولاد کے درمیان عدل نہیں کر رہا اور پھر اس کے نتیجے میں ان پاکباز ہستیوں کے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا کہ ہم اس ناانصافی کا بدلہ لیں گے اور اپنے اس بھائی کو قتل کر ڈالیں گے۔

حکمرانوں کو ایک اصول اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ میں بیان فرما دیا کہ جب تمھاری رعایا میں سے کسی کے دل میں خیال پیدا ہو گیا کہ حکمران عدل نہیں کر رہے بلکہ ان کا رجحان کسی ایک طرف زیادہ ہے تو پھر قتل وغارت کو روک نہیں سکو گے۔ میں ہمیشہ فرقہ وارانہ باتوں سے مجتنب رہتا ہوں لیکن کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ محرم الحرام کے دس دنوں میں پورا ملک ذہنی خلفشار میں مبتلا رہتا ہے۔ فوج، رینجرز، پولیس، انتظامیہ صرف ایک فرقے کے جلوسوں کی حفاظت میں مصروف رہتی ہے۔ دفتری کاروبار ٹھپ، تھانے پولیس سے خالی، بازار بند، سڑکیں بند، نشریاتی ادارے دس روز تک ان کے مرثیے پڑھنے میں مصروف۔ جب ایک فرقے کے تحفظ کے لیے ملکی خزانہ یوں کھول دیا جائے گا جہاں جہاں سے جلوس گزرنا ہے پورے سال بھر ٹوٹی رہنے والی سڑک راتوں رات مرمت ہو جائے، کھمبوں سے بجلی کے لٹکتے ہوئے تار جو ہر لحہ انسانی جانوں کے لیے خطرہ ہیں عین جلوس سے قبل درست کر دیے جائیں، لوگوں پر پابندی عائد کر دی جائے کہ اپنے مکان کی چھت پر نہیں جا سکتے کہ جلوس کے لیے خطرے کا باعث نہ بن جاؤ۔

دوسری طرف جلسے کی اپنی مسجد یا اپنی چار دیواری میں بھی اجازت نہ ملے تو میں حکمرانوں سے سوال کرتا ہوں کہ اب بھی تم امن کی اُمید رکھتے ہو۔ پورے ملک کو دس دن ذہنی خلجان میں مبتلا کرنے کی بجائے کیا یہ بہتر نہیں کہ اس فرقے کو پابند کر دیا جائے کہ تم نے جو کچھ کرنا ہے اپنی چار دیواری کے اندر کرلو۔

حکمرانوں کی اس غیر عادلانہ پالیسی کا نتیجہ سب کے سامنے ہے مذہبی جنون سب سے بڑا جنون ہوتا ہے اس کے لیے جان کی کوئی قیمت نہیں سمجھی جاتی، اس جنون کو جبر اور طاقت سے نہیں بلکہ دلیل سے روکا جاسکتا ہے اور جب مذہب کے نام پر کسی نوجوان کے ہاتھ میں ہتھیار آجاتا ہے تو پھر ضروری نہیں کہ وہ ہتھیار اس کے مذہبی جنون کی تسکین کے لیے ہی استعمال ہو۔ وہ ہتھیار بینک لوٹنے، ڈکیتی، ہر برائی ہر جرم کے لیے استعمال ہوسکتا ہے۔

آج اکثر مذہبی جماعتوں نے اپنی بقا اور اپنے تحفظ کے لیے اپنے نوجوانوں کو مسلح کیا ہوا ہے۔ سال گذشتہ کی بات ہے کہ سبز پگڑیوں والے کراچی کے کچھ نوجوان مری سے پکڑے گئے تو معلوم ہوا کہ کراچی میں جرائم کی وارداتیں کر کے اب مری میں عیش بھی کر رہے ہیں اور انتظار میں ہیں کہ واردات کی دھول ذرا بیٹھ جائے تو واپس کراچی میں جائیں حالانکہ بظاہر یہ بڑے بھولے بھالے سنتوں کے بھرے ہوئے ہیں۔

حکومت نے امن وامان قائم کرنے کے لیے بس ایک حل نکالا ہے کہ ضلعی، ڈویژنل اور صوبائی سطح پر امن کمیٹیاں قائم کی جائیں۔ امن کمیٹیوں میں اکثریت حکومتی کاسہ لیسوں کی ہے یہ علماء جو امن کمیٹیوں کے ممبر بن جاتے ہیں۔ ان کی اکثریت تھانے کچہری کے چکروں میں یوں پڑ جاتی ہے کہ جیسے یہ یونین کونسل کے ناظم ہوں اور پھر امن کمیٹیوں کے اجلاس میں بھی حکمرانوں کی عدم مساوات کے مظہر ہیں۔ یہ اجلاس محرم الحرام میں ہوں گے یا ربیع الاول کے جلوس پر امن رکھنے کے لیے ہوں گے باقی سال بھر امن کمیٹیوں کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ اگر کسی مذہبی جماعت کی سفارش پر غلطی سے کوئی ایسا ممبر بن جائے جو اجلاس میں کلمہ حق بیان کرنے والا ہو تو متعلقہ کلرک کو پابند کیا جاتا ہے کہ اس ممبر کو اجلاس کی اطلاع نہ دی جائے، ویسے بھی امن کمیٹیوں میں دو فرقوں کی بھرمار ہے۔

حکومت سے مؤدبانہ التماس ہے کہ امن، امن کمیٹیوں سے نہیں عدل سے آئے گا اور انصاف کے بارے میں کسی جج کا یہ ایک فقرہ بہت وزنی ہے کہ "انصاف نہ صرف ہونا چاہیے بلکہ انصاف ہوتا نظر آنا چاہیے"۔

حکومت کو چاہیے کہ ملازمتوں میں میرٹ پر سختی سے عمل کرائے دفاتر، تھانوں، عدالتوں سے سفارش اور رشوت کلچر کا خاتمہ کرے۔ روزگار کے مواقع پیدا کرے، شہروں، دیہاتوں میں صفائی کے انتظام پر توجہ دے لوگوں کو پینے کا صاف پانی میسر نہیں، بجلی کی لوڈ شیڈنگ اور مہنگائی نے لوگوں کا پیمانہ صبر لبریز کیا ہوا ہے۔ اگر اس ملک کو حکومت تخریب کاری، دہشت گردی سے حقیقتاً پاک وصاف کرنا چاہتی ہے تو اسلام کی تعلیمات علی ہمارے لیے مشعل راہ ہیں۔

جہاں ایک عام شہری اور حکمران میں کوئی فرق نظر نہ آئے۔ وی، آئی، پی کلچر کو بیک قلم ختم کیا جائے جب مملکت کا صدر، وزیر اعظم، وزراء اعلیٰ اور وزراء، عام بسوں، ٹرینوں میں سفر کریں گے۔ بازاروں سے خود خریداری کریں گے، بغیر پروٹوکول غریب لوگوں کی مجلسوں میں بیٹھیں گے تو لوگ ذہنی آسودگی محسوس کریں گے۔ غریب عوام ہر دور میں بھوک سے نڈھال، پیٹ پر پتھر باندھ کر بھی گزارا کرسکتی ہے بشرطیکہ انھیں اپنے حکمران کے پیٹ پر دو پتھر باندھے ہوئے نظر آئیں۔

حکمرانو اللہ تعالیٰ نے تو ہمارے لیے روشنی کا مینار رشد وہدایت کا سرچشمہ اسوۂ حسنہ کو بنایا تھا، اللہ کے لیے ادھر ادھر بھٹکنے کی بجائے اس کی غلامی میں آجائیں تمہاری حکومت بھی محفوظ رہے گی۔ وطن عزیز سے تخریب کاری، دہشت گردی اور جرائم بھی ختم ہوں گے اور پھر تم دیکھو گے کہ نوجوان حسینہ تھر اور چولستان کے صحراؤں میں تنہا سونا اچھالتی پھرے گی کسی کو اس کے حسن، جوانی یا دولت پہ ڈاکہ ڈالنے کی جسارت نہ ہوگی۔

اعتذار

شمارہ نمبر 32 تنظیم اہلحدیث میں الفاظ "ہم اصحاب الحدیث" امام بخاریؒ کے استاد مشہور محدث علی بن مدینیؒ کے ہیں، اداریہ میں غلطی سے میں نے یہ الفاظ رسول اللہ ﷺ سے منسوب کردیے جس کے لیے میں اللہ تعالیٰ سے معافی کا طلبگار ہوں، قارئین بھی اصلاح فرمالیں اور جس بھائی نے نشاندہی کی ہے میں ان کا بھی مشکور ہوں۔

(مدیر ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث لاہور)

الاستفتاء

حافظ عبدالوہاب روپڑی

یوم عاشوراء کا روزہ اور اس کی فضیلت

سوال: ماہ محرم الحرام میں عاشورہ کا روزہ رکھا جاتا ہے تو بعض لوگ عاشورہ سے مراد 9 محرم اور بعض اس سے 10 محرم مراد لیتے ہیں۔ وضاحت طلب امر یہ ہے کہ عاشورہ سے مراد 9 محرم ہے یا 10 محرم؟ ہمیں کس دن کا روزہ رکھنا چاہیے اور اس روزے کی فضیلت شریعت نے کیا بتلائی ہے۔

سائل: رضوان کلیم، بنگلہ تائی والا

الجواب بعون الوہاب: ماہ محرم الحرام حرمت والے چار مہینوں میں سے ایک مہینہ ہے۔ محرم کو رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا مہینہ قرار دے کر اس ماہ کے روزوں کی فضیلت بتلاتے ہوئے انہیں رمضان المبارک کے بعد دوسرے تمام ایام کے روزوں سے افضل قرار دیا ہے۔ سیدنا ابوہریرہؓ سے مروی ہے: سُئِلَ أَيُّ الصِّيَامِ أَفْضَلُ بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ؛ فَقَالَ أَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ صِيَامُ شَهْرِ اللهِ الْمُحَرَّمِ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ رمضان المبارک کے بعد کون سے روزے افضل ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ماہ رمضان کے بعد افضل روزے اللہ تعالیٰ کے ماہ محرم کے روزے ہیں۔" (مسلم کتاب الصیام باب فضل صوم المحرم ج4 جز8 ص46 رقم الحدیث: 1163)

اسی طرح سیدہ عائشہ صدیقہؓ بیان کرتی ہیں: قَالَتْ كَانَ يَوْمُ عَاشُورَاءَ يَوْمًا تَصُومُهُ قُرَيْشٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصُومُهُ فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ صَامَهُ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ فَلَمَّا نَزَلَتْ فَرِيضَةُ شَهْرِ رَمَضَانَ كَانَ رَمَضَانُ هُوَ الَّذِي يَصُومُهُ وَتَرَكَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ فَمَنْ شَاءَ صَامَهُ وَمَنْ شَاءَ أَفْطَرَهُ "یوم عاشورہ ایسا دن ہے کہ زمانہ جاہلیت میں قریش اس دن کا روزہ رکھا کرتے تھے رسول اللہ ﷺ بھی یہ روزہ رکھا کرتے تھے جب آپ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو یہ روزہ خود بھی رکھا اور لوگوں کو بھی یہ روزہ رکھنے کا حکم دیا، جب رمضان المبارک فرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا: جو چاہے روزہ رکھ لے جو چاہے چھوڑ دے" (الموسوعة الحديثية مسند الامام احمد ج 40 ص 11 رقم الحديث: 24011)

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے فَرَأَى الْيَهُودَ تَصُومُ يَوْمَ عَاشُورَاءَ فَقَالَ: مَا هَذَا؛ قَالُوا: هَذَا يَوْمٌ صَالِحٌ هَذَا يَوْمٌ نَجَّى اللهُ بَنِي إِسْرَائِيلَ مِنْ عَدُوِّهِمْ. فَصَامَهُ مُوسَى قَالَ: فَأَنَا أَحَقُّ بِمُوسَى مِنْكُمْ فَصَامَهُ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ یہودیوں کو 10 محرم کا روزہ رکھتے ہوئے دیکھا تو آپ ﷺ نے ان سے اس کا سبب معلوم کیا تو انھوں نے کہا یہ ایک اچھا دن ہے اس دن اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور قوم بنی اسرائیل کو ان کے دشمن سے نجات دی تھی، موسیٰ علیہ السلام نے بھی یہ روزہ رکھا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہم تم سے زیادہ موسیٰ علیہ السلام کے حق دار ہیں چنانچہ آپ نے اس دن روزہ رکھا اور صحابہ کرامؓ کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ (بخاری بشرح الکرمانی کتاب الصوم باب صوم یوم عاشوراء ج9 ص126 رقم الحدیث: 2004)

اسی طرح سیدنا عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں: حِينَ صَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّهُ يَوْمٌ تُعَظِّمُهُ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَإِذَا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ إِنْ شَاءَ اللهُ صُمْنَا الْيَوْمَ التَّاسِعَ قَالَ: فَلَمْ يَأْتِ الْعَامُ الْمُقْبِلُ. حَتَّى تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "جب رسول اللہ ﷺ

نے 10 محرم کا روزہ رکھا اور اس دن روزہ رکھنے کا حکم بھی دیا تو لوگوں نے عرض کی کہ یہود و نصاریٰ اس دن کی تعظیم کرتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: آئندہ سال ہم 9 محرم کا بھی روزہ رکھیں گے، لیکن آئندہ سال (اس دن) سے پہلے آپ ﷺ وفات پا گئے'' (مسلم کتاب الصیام باب ای یوم یصام فی عاشوراء ج4 جز8 ص12 رقم الحدیث: 1134)

اسی طرح ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں آپ ﷺ نے فرمایا تھا لَئِنْ بَقِيتُ إِلَى قَابِلٍ لَأَصُومَنَّ التَّاسِعَ ''اگر میں آئندہ سال زندہ رہا تو 9 محرم کا ضرور روزہ رکھوں گا۔'' (مسلم کتاب الصیام باب ای یوم یصام فی عاشوراء ج4 جز8 ص12 رقم الحدیث: 1134)

حافظ ابن حجرؒ اس روایت کے متعلق فرماتے ہیں کہ اس کے دو مفہوم ہو سکتے ہیں: (1) آپ چاہتے تھے کہ یوم عاشوراء کے روزے کے لیے 10 کی بجائے 9 محرم کا روزہ مقرر کر دیا جائے۔ (2) آپ 10 محرم کے روزے کے ساتھ 9 کا روزہ بھی رکھنا چاہتے تھے مگر آپ کسی صورت کو متعین کرنے سے پہلے وفات پا گئے لہٰذا احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ 9 اور 10 محرم الحرام (دونوں دنوں) کا روزہ رکھا جائے۔ (فتح الباری ج4 ص773) ان روایات سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ 10 محرم کا روزہ رکھتے تھے پھر آپ نے 9 محرم کا روزہ رکھنے کا ارادہ فرمایا۔

ایک اور موقوف روایت میں ہے کہ عطاء کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا عبداللہ بن عباسؓ کو کہتے ہوئے سنا: صُومُوا التَّاسِعَ وَالْعَاشِرَ وَخَالِفُوا الْيَهُودَ تم 9 اور 10 محرم کا روزہ رکھو اور یہودیوں کی مخالفت کرو (السنن الکبری للبیہقی کتاب الصیام باب صوم التاسع ج4 ص475 رقم الحدیث: 8404 المصنف لعبدالرزاق کتاب الصیام باب صیام یوم عاشوراء ج4 ص287 رقم الحدیث: 7839) یہ روایت ذکر کرنے کے بعد امام شوکانیؒ فرماتے ہیں: فَيَنْبَغِي لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يَصُومَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ أَنْ يَصُومَ الْيَوْمَ الَّذِي قَبْلَهُ جو شخص 10 محرم کا روزہ رکھنا چاہتا ہے اس کے لیے مناسب یہ ہے کہ وہ 9 محرم کا بھی روزہ (ساتھ) رکھ لے۔

(السیل الجرار ج2 ص86)

سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی تحریر کرتی ہے کہ اگر کوئی صرف ایک دن یوم عاشوراء (10 محرم) کا روزہ رکھے تو جائز ہے لیکن افضل یہ ہے کہ اس سے پہلے ایک دن یا اس کے بعد ایک دن روزہ رکھا جائے۔

(فتاوی اللجنۃ الدائمۃ ج10 ص401)

اسی طرح ایک ضعیف حدیث میں بھی ہے: صُومُوا يَوْمَ عَاشُورَاءَ وَخَالِفُوا فِيهِ الْيَهُودَ صُومُوا قَبْلَهُ يَوْمًا أَوْ بَعْدَهُ يَوْمًا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم یوم عاشوراء کا روزہ رکھو اور اس میں یہودیوں کی مخالفت کرو، تم ایک دن پہلے یا ایک دن بعد روزہ رکھو۔ (السنن الکبری للبیہقی کتاب الصیام باب یوم التاسع ج4 ص475 رقم الحدیث: 8406)

سیدنا ابوقتادہؓ یوم عاشوراء کے روزے کی فضیلت اس طرح بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صِيَامُ يَوْمِ عَاشُورَاءَ أَحْتَسِبُ عَلَى اللهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ ''اللہ تعالیٰ یوم عاشوراء یعنی 10 محرم کے روزے کے عوض گذشتہ سال کے گناہ معاف فرما دیں گے۔'' (مسلم کتاب الصیام باب استحباب صیام ثلاثۃ ایام من کل شہر ج4 جز8 ص42 رقم الحدیث: 1162)

صورت مسئولہ میں یوم عاشوراء سے مراد 10 محرم الحرام ہے، یہی موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم بنی اسرائیل کی آزادی، فرعون اور آل فرعون کی بربادی کا دن ہے تو رسول اللہ ﷺ نے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اظہار یکجہتی کرنے کا ارادہ فرماتے ہوئے آئندہ سال 9 محرم کا روزہ رکھنے کا عزم کیا تھا اور اس روزے کا اجر بتلاتے ہوئے آپ ﷺ نے گذشتہ ایک سال کے گناہوں کی معافی کی خوشخبری سنائی تھی، لہٰذا اگر کوئی صرف یوم عاشوراء (10 محرم) کا روزہ رکھنا چاہے تو اس کے لیے جائز ہے لیکن افضل اور احتیاطی امر یہی ہے کہ 10 محرم کے ساتھ 9 یا 11 محرم الحرام کو ملا کر دو روزے رکھے جائیں تاکہ موسیٰ علیہ السلام سے اظہار یکجہتی کے ساتھ ساتھ اہل اسلام کا یہود سے کہیں بڑھ کر سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے عقیدت و محبت کا اظہار بھی ہو اور یہودیت کی مخالفت بھی ہو جائے۔

□□□

تفسیر سورۃ الاعراف

حافظ عبدالوہاب روپڑی (فاضل ام القریٰ مکہ مکرمہ) (قسط نمبر 28)

وَهُوَ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًۢا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۭ حَتّٰٓى اِذَآ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۭ كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۞ وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۚ وَالَّذِيْ خَبُثَ لَا يَخْرُجُ اِلَّا نَكِدًا ۭ كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّشْكُرُوْنَ ۞ اور وہی تو ہے جو اپنی رحمت (بارش) سے پہلے ہواؤں کو خوشخبری کے طور پر بھیجتا ہے یہاں تک کہ وہ ہوائیں بھاری بادلوں کو اٹھا کر لاتی ہیں پھر ہم ان بادلوں کو کسی مردہ علاقے کی طرف چلاتے ہیں پھر ہم ان سے بارش برساتے ہیں پھر ہم اسی مردہ زمین سے ہر طرح کے پھل نکالتے ہیں، اسی طرح ہم مردوں کو بھی (قبروں سے) نکالیں گے تاکہ تم کچھ تو نصیحت حاصل کرو۞ اور عمدہ زمین اپنے رب کے حکم سے خوب سبزہ اُگاتی ہے اور جو خراب ہوتی ہے اس سے جو تھوڑا بہت نکلتا ہے وہ بھی ناقص ہوتا ہے اسی طرح ہم اپنی آیات مختلف طریقوں سے ان لوگوں کے لیے بیان کرتے ہیں جو شکر گزاری کرتے ہیں۞

مشکل الفاظ کے معانی

الرِّيٰحَ	ہوائیں
اَقَلَّتْ	وہ اُٹھا لیتی ہے
ثِقَالًا	بھاری بھرکم
خَبُثَ	جو خراب ہوتی ہے
نَكِدًا	ناقص

ماقبل سے مناسبت

سابقہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے خالق، حاکم، مدبر اور ہر چیز پر قادر ہونے کا تذکرہ کرتے ہوئے زمین میں فساد سے منع کیا تھا اور اپنی رحمت کو مومنوں کے قریب بتلایا تھا، ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رزاق ہونے کی خبر دیتے ہوئے رزق کا اہم مقصد بارش کو قرار دیا ہے اور اسی طرح مردوں کو قیامت کے دن دوبارہ زندہ کرنا بھی اپنا اختیار بتلایا ہے۔

التوضیح

وَهُوَ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًۢا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۭ

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو پیدا کر کے انھیں اپنی ربوبیت اور قدرت مختلف طریقوں سے سمجھائی ہے۔ان میں سے ایک بارش سے پہلے ٹھنڈی ہواؤں کا چلنا اور ان کا پانی کی نمی کو اٹھا کر بوجھل ہو جانا، پھر بادلوں کی شکل اختیار کرنا، پھر ان بادلوں کو مختلف مقامات پر لے جانا، خشک بنجر زمینوں پر برسنا بھی ایک ہے، اس کے بعد ان زمینوں سے پھلوں نباتات اور پودوں کا پیدا ہونا یہ سب رحمت الٰہی اور اس کی ربوبیت کا کرشمہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ وہ ذات ہے جس نے ہواؤں کو تمھارے لیے خوشخبری بنا کر بھیجا یہاں تک کہ وہ بھاری بادلوں کو اٹھا لائی ہیں اور وہ بادل پانی کی کثرت کے باعث بوجھل ہو کر زمین کے قریب ہو کر گھٹاؤں کی شکل اختیار کر جاتے ہیں، اسکی وجہ بیان کرتے ہوئے اللہ فرماتے ہیں سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ ان کو ہم بنجر، بے آباد، خشک جہاں کسی قسم کا سبزہ نہیں ہوتا کی طرف لے جاتے ہیں اور پھر بارش برسنے سے وہی زمین سرسبز اور زندہ ہو جاتی ہے۔اس مقام پر اللہ تعالیٰ انسان کو مردہ و بنجر زمین کی مثال دے کر موت کے بعد دوبارہ زندہ ہونا سمجھایا ہے کہ اے انسان! تو اپنے خالق حقیقی کو مت بھولنا جس نے تجھے پہلی مرتبہ پیدا کیا وہ تمھیں دوبارہ پیدا کرنے پر بھی خوب قادر ہے اور اس کام کے لیے اس کو کسی کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ وہ اپنی ذات و صفات اور اختیارات میں وحدہ لاشریک ہے۔

عقیدہ حیات بعدالممات

اکثر دہریت پسند اور مشرکین مکہ حیات بعد الممات کا انکار صرف اس لیے کرتے تھے کہ جو چیز مٹی کے ساتھ مٹی ہو جائے وہ دوبارہ کیسے زندہ ہو سکتی ہے ان کا یہ نظریہ فطرت سلیم کے بھی خلاف ہے کیونکہ مٹی میں چلی جانے والی چیز مٹی نہیں ہوتی بلکہ مناسب مواقع اور احوال کی بناء پر اس میں زندگی پیدا ہوتی ہے جیسا کہ غلہ کا دانہ جو زمین میں دبا دیا جاتا ہے اور اسکی مناسب آبیاری کی جاتی ہے وہ مٹی میں مل کر مٹی نہیں ہوتا بلکہ اس میں ایک نئی زندگی پیدا ہو جاتی ہے۔ جس طرح ایک بنجر زمین میں بارش برسنے کی وجہ سے مختلف پودے اور درخت پیدا ہو جاتے ہیں، اسی طرح انسان جب مٹی میں مل کر مٹی ہوتا ہے تو مناسب حالات ملنے پر اس میں زندگی کے آثار پیدا ہو جاتے ہیں گویا کہ انسان کے وجود کا مٹی بن جانا اور ریڑھ کی ہڈی کا باقی رہنا حقیقت میں یہی ہڈی بیج کا کام دے گی جس سے انسان کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔

نبی رحمت ﷺ نے انسان کے دوبارہ زندہ نے کا اس طرح تذکرہ فرمایا: جب ساری دنیا کے لوگ ہلاک ہو جائیں گے ثم یرسل اللہ مطرا کانہ الطل فتنبت منہ أجساد الناس ثم ینفخ فیہ اخری فاذاھم قیام ینظرون تو اللہ تعالیٰ شبنم کے قطروں کی مانند بارش برسائیں گے اس سے لوگوں کے جسم تیار ہوں گے پھر صور میں دوسری مرتبہ پھونکا جائے گا تو لوگ فوراً کھڑے ہو کر دیکھنے لگیں گے پھر انہیں کہا جائے گا: یایھا الناس ھلم الی ربکم وقفوھم انھم مسولون اے لوگو! تم اپنے رب کے حضور کھڑے ہو جاؤ تم سے باز پرس کی جائے گی۔" (صحیح مسلم کتاب الفتن باب فی خروج الدجال ج 9ص 18 ص 60رقم الحدیث:2940)

اللہ رب العزت یہ مثال دینے کے بعد فرماتے ہیں کہ ایسی مثالیں تمہیں سمجھانے کے لیے بیان کی گئی ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ اپنی حقیقت کو صحیح معنوں میں پہچاننے والا انسان حیات بعد الممات کا انکار نہیں کر سکتا۔

وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهُ بِإِذْنِ رَبِّهِ ۚ وَالَّذِي خَبُثَ لَا يَخْرُجُ إِلَّا نَكِدًا ۚ كَذَٰلِكَ نُصَرِّفُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَشْكُرُونَ

اللہ تعالیٰ نے ظاہری کائنات سے دلوں کی کائنات کی تمثیل زرخیز اور بنجر، شورزدہ زمین کے ساتھ دی ہے۔ زرخیز زمین کے ساتھ پاکیزہ دل اور شورزدہ زمین کے ساتھ خوف الٰہی سے خالی دل کو تشبیہ دی ہے، جس طرح زمین سے کھیتی نکلتی ہے اسی طرح دل سے بھی خیال، عزم، ارادہ اور نیکی کی نباتات نکلتی ہیں۔

خوف الٰہی سے معمور دل پر اللہ تعالیٰ کے احکام وتذکیر کا اس طرح اثر ہوتا ہے کہ جس طرح زرخیز زمین پر پانی کا، اس دل میں اطاعت الٰہی کا شعور نشوونما پاتا ہے اور وہ دل قرآنی آیات سے فائدہ اٹھا کر ان کی تلاوت سے محظوظ ہو کر تسکین حاصل کرتا ہے لیکن خوف خدا سے خالی دل شورزدہ مین کی طرح کسی نصیحت کا اثر قبول نہیں کرتا، جس طرح شورزدہ زمین میں کھیتی کی بجائے کانٹے پیدا ہوتے ہیں اسی طرح اس دل میں شرارت اور دین الٰہی سے بغاوت کے کانٹے پھلتے پھولتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسی مثالیں شکر گزار قوم کے لیے بیان کرتے ہیں تا کہ وہ شکر گزاری میں اور بڑھیں اور اللہ کا قرب کا حاصل کریں جبکہ ناشکری کرنے والوں پر ایسی مثالیں کوئی اثر نہیں کرتیں۔

اخذشدہ مسائل

(1) موت کے بعد اٹھائے جانے، حساب وکتاب اور جزاوسزا کا عقیدہ رکھنا ارکان ایمان میں سے ایک ہے۔

(2) ہواؤں اور بادلوں پر اختیار صرف اللہ تعالیٰ کا ہی ہے۔ حاضر چیز (کھیتی باڑی وغیرہ) کو دیکھ کر غیر موجود چیز (بعد الممات) کو سمجھنا جائز ہے۔

(3) اللہ تعالیٰ نے اہل شکر کی تعریف کرتے ہوئے شکر گزاری کو انعامات الٰہی کے حصول کا بہترین ذریعہ قرار دیا ہے۔ □□□

ضرورت خادم

جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں لاہور میں ایک محنتی، نوجوان خادم کی ضرورت ہے، معاوضہ حسب لیاقت دیا جائے گا، خواہش مند حضرات رابطہ کر سکتے ہیں۔

(منجانب: قاری فیاض احمد 0301-4167882)

اسلامی سائنسی فکر اور پیغمبر انقلاب

پروفیسر عبدالعظیم جانباز، سیالکوٹ

انسانی زندگی میں ہمارے سامنے بہت سے معاملات میں ایسی صورت حال پیدا ہو جاتی ہے جہاں ہمیں دو مختلف چیزوں میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنا ہوتا ہے۔ صحیح انتخاب وہی کر سکتا ہے جو "جانتا" ہو اور "تمیز" کر سکتا ہو اس کے لیے علم حاصل کرنا ضروری ہے اور علم کے خزینے میں ہونے والے روز افزوں اضافے سے واقف رہنا ضروری ہے۔ ہر دور کا جدید علم، اس کی ایجادات اور اس کی دریافتیں، دراصل اس دور کی سائنس ہوتی ہیں جو ہمیں جاننے اور تمیز کرنے میں آسانی فراہم کرتی ہیں۔

ایک عرصہ تک ہمارے معاشرے میں خصوصاً مذہبی طبقے کی طرف سے جدید تعلیم اور سائنس کو مطعون کیا جاتا رہا، اب اگرچہ جدید علوم کی اہمیت ہم پر عیاں ہو چکی ہے لیکن پرانی عادتیں جلدی پیچھا نہیں چھوڑتیں جدید علوم کو حاصل کرنے کے حوالے سے جس نالائقی کا مظاہرہ ہم نے ماضی میں کیا وہ ابھی تک پوری طرح ہمارے دامن سے جدا نہیں ہوئی، ضروری ہے کہ اس کمی کو پورا کرنے کے اقدامات کیے جائیں کہ اسی میں نہ صرف شخصی بلکہ قومی اصلاح کا راز بھی پوشیدہ ہے۔

جدید تعلیم سے آشنائی حاصل کرنے کا مطلب یہ بھی نہیں کہ بغیر سوچے سمجھے ہر میدان میں طبع آزمائی شروع کر دی جائے۔ یقیناً اس تعلیم کے بعض پہلو ایسے بھی ہیں جو ہماری دنیا و آخرت کے لیے مضر رساں ثابت ہو سکتے ہیں ان پر ہم آگے چل کر گفتگو کریں گے۔

اسلام کی فطری تعلیمات نے ہمیشہ ذہن انسانی میں شعور و آگہی کے ان گنت چراغ روشن کر کے اسے خیر و شر میں تمیز کا ہنر بخشا ہے۔ اسلام نے اپنے پیروکار کو سائنسی علوم کے حصول کا درس دیتے ہوئے ہمیشہ اعتدال کی راہ دکھائی ہے۔ اسلام نے اس کارخانہ قدرت میں انسانی فطرت اور نفسانیت کے مطابق انسان کو احکامات اور ضابطوں کا ایک پورا نظام دیا ہے اور اس کے تضادات کو مٹا کر اسے اپنے نصب العین کی سچائی کا شعور عطا کیا ہے۔ مسلمانوں نے اپنے سفر کی ابتدائی صدیوں میں تفکر و تدبر کے ذریعے سائنسی علوم میں نہ صرف بیش بہا اضافے کیے بلکہ انسان کو قرآنی احکامات کی روشنی میں تسخیر کائنات کی ترغیب بھی دی۔

چنانچہ اس دور میں بعض حیران کن ایجادات بھی عمل میں آئیں اور سائنسی علوم کو ایسی ٹھوس بنیادیں فراہم ہوئیں جن پر آگے چل کر جدید سائنسی علوم کی بنیاد رکھی گئی۔ یہاں پر ہم قرآن مجید کی چند ایسی آیات کریمہ پیش کر رہے ہیں جن کے مطالعے سے قرون اولیٰ کے مسلمان سائنسدانوں کو سائنسی تحقیقات کی طرف ترغیب ملی اور اس کے نتیجے میں بنی نوع انسان نے تحقیق و جستجو کے نئے باب تحریر کیے۔

چند آیات علم کی فضیلت کے متعلق ملاحظہ کیجیے فرمائیں۔

(1) "اللہ سے تو اس کے بندوں میں سے علم والے ہی ڈرتے ہیں (جو صاحب بصیرت ہیں)۔" (فاطر:28)

2۔ "اور جنہیں علم عطا کیا گیا ہے (اللہ) ان لوگوں کے درجے بلند کرے گا" (المجادلہ:11)

3۔ "سو تم اہل ذکر سے پوچھ لیا کرو اگر تمہیں خود (کچھ) معلوم نہ ہو۔" (النحل:43)

دیگر آیات میں انسان کو کائنات میں غور و فکر کرنے کی ترغیب دی گئی ہے:

4۔ "بیشک آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں اور رات دن کی گردش میں اور ان جہازوں اور (کشتیوں) میں جو سمندر میں لوگوں کو نفع پہنچانے والی چیزیں اٹھا کر چلتی ہیں اور اس (بارش) کے پانی میں جسے اللہ آسمان کی

طرف سے اتارتا ہے، پھر اس کے ذریعے زمین کو مردہ ہو جانے کے بعد زندہ کرتا ہے (وہ زمین) جس میں اس نے ہر قسم کے جانور پھیلا دیے ہیں اور ہواؤں کے رُخ بدلنے میں اور اس بادل میں جو آسمان اور زمین کے درمیان (حکمِ الٰہی) کا پابند (ہو کر چلتا) ہے (ان میں) عقلمندوں کے لیے (قدرتِ الٰہیہ کی بہت سی) نشانیاں ہیں۔" (البقرۃ:164)

5۔" بیشک رات اور دن کے بدلتے رہنے میں اور ان (جملہ) چیزوں میں جو اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین میں پیدا فرمائی ہیں ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو تقویٰ رکھتے ہیں۔" (یونس:6)

6۔" اور وہی ہے جس نے (گولائی کے باوجود) زمین کو پھیلایا اور اس میں پہاڑ بنائے اور ہر قسم کے پھلوں میں (بھی) اس نے دو دو (جنسوں کے) جوڑے بنائے (وہی) رات سے دن کو ڈھانک لیتا ہے۔ بیشک اس میں تفکر کرنے والے کے لیے (بہت) نشانیاں ہیں اور زمین میں (مختلف قسم کے) قطعات ہیں جو ایک دوسرے کے قریب ہیں اور انگوروں کے باغات ہیں اور کھیتیاں ہیں اور کھجور کے درخت ہیں جھنڈ دار اور بغیر جھنڈ کے۔ ان (سب) کو ایک ہی پانی سے سیراب کیا جاتا ہے اور (اس کے باوجود) پھر ذائقہ میں بعض کو بعض پر فضیلت بخشتے ہیں۔ بے شک اس میں عقلمندوں کے لیے (بڑی) نشانیاں ہیں۔" (الرعد:4،3)

7۔" وہی ہے جس نے تمھارے لیے آسمان کی جانب سے پانی اُتارا، اس میں سے (کچھ) پینے کا ہے اور اسی میں سے (کچھ) شجر کاری کا ہے (جس سے نباتات، سبزے اور چراگاہیں اگتی ہیں) جن میں تم (اپنے مویشی) چراتے ہو، اسی پانی سے تمھارے لیے کھیت، زیتون، کھجور، انگور اور ہر قسم کے پھل (اور میوے) اُگاتا ہے بیشک اس میں غور و فکر کرنے والے لوگوں کے لیے نشانی ہے۔" (النحل:11،10)

8۔" اور (اے انسانو!) کوئی بھی چلنے پھرنے والے (جانور) اور پرندہ جو اپنے دو بازوؤں سے اڑتا ہو (ایسا) نہیں ہے مگر یہ کہ (بہت سی صفات میں) وہ سب تمھارے ہی مماثل طبقات ہیں۔ ہم نے کتاب میں کوئی چیز نہیں چھوڑی (جسے صراحتاً یا اشارتاً بیان نہ کر دیا ہو) پھر سب (لوگ) اپنے رب کے پاس جمع کیے جائیں گے۔" (الانعام:38)

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہونے کے ساتھ دینِ فطرت بھی ہے، ان تمام احوال و تغیرات پر نظر رکھتا ہے جن کا تعلق مسلّمہ حقیقت سے ہے کہ اسلام نے یونانی فلسفے کے گرداب میں بھٹکنے والی انسانیت کو نورِ علم سے منور کرتے ہوئے جدید سائنس کی بنیادیں فراہم کیں۔

قرآن مجید کا بنیادی موضوع یہ ہے کہ انسان ہونے والے حالات و واقعات اور حوادثِ عالم سے باخبر رہنے کے لیے غور و فکر اور تدبر سے کام لے اور اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ اور قوتِ مشاہدہ کو بروئے کار لائے، تا کہ کائنات کے مخفی و سربستہ راز اس پر آشکار ا ہو سکیں۔ اب یہ انسان کا کام ہے کہ وہ سائنسی علوم کی بدولت کائنات کی ہر شے کو انسانی فلاح کے نکتہ نظر سے اپنے لیے بہتر سے بہتر استعمال میں لائے۔

اسی طرح ایک طرف ہمیں مذہب یہ بتاتا ہے کہ جملہ مخلوقات کی خلقت پانی سے عمل میں آئی ہے تو سائنس اور ٹیکنالوجی کی ذمے داری یہ رہنمائی کرنا ہے کہ بنی نوعِ انسان کو پانی سے کس قدر فوائد بہم پہنچائے جا سکتے ہیں اور اس کا طریقہ کار کیا ہو سکتا ہے۔ قرآن مجید نے بندۂ مومن کی بنیادی صفات و شرائط کے ضمن میں جو اوصاف ذکر کیے ہیں ان میں آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں تفکر کو بنیادی اہمیت دی گئی ہے۔

آج کا دور سائنسی علوم کی معراج کا دور ہے۔ سائنس کو بجا طور پر عصری علم کہا جاتا ہے، لہٰذا دورِ حاضر میں دین کی صحیح اور نتیجہ خیز اشاعت کا کام جدید سائنسی بنیادوں پر بھی بہتر طور پر سرانجام دیا جا سکتا ہے۔

بلا شک و شبہ اس دور میں اس امر کی ضرورت گزشتہ صدیوں سے کہیں زیادہ بڑھ کر ہے کہ مسلم معاشروں میں جدید سائنسی علوم کی ترویج کو فروغ دیا جائے اور دینی علوم کو سائنسی تعلیم سے مربوط کرتے ہوئے حقانیتِ اسلام کا بول بالا کیا جائے چنانچہ آج کے مسلمان طالب علم کے لیے مذہب اور سائنس کے باہمی تعلق کو قرآن و سنت کی روشنی میں سمجھنا از حد ضروری ہے۔

قرآن مجید میں کم و بیش ہر جگہ مذہب اور سائنس کا اکٹھا ذکر ہے

مگر یہ ہمارے دور کا المیہ ہے کہ مذہب اور سائنس دونوں کی سیادت اور سربراہی ایک دوسرے سے ناآشنا افراد کے ہاتھوں میں ہے، چنانچہ دونوں گروہ اپنے مدمقابل دوسرے علم سے دوری کے باعث اسے اپنا مخالف اور متضاد تصور کرنے لگے ہیں، جس سے عوام الناس کم علمی اور کم فہمی کی وجہ سے مذہب اور سائنس میں تضاد اور تخالف سمجھنے لگے ہیں جب کہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔

مغربی تحقیقات اس امر کا مسلمہ طور پر اقرار کر چکی ہیں کہ جدید سائنس کی تمام ترقی کا انحصار قرونِ اولیٰ کے مسلمان سائنسدانوں کی فراہم کردہ بنیادوں پر ہے۔ مسلمان سائنسدانوں کو سائنسی نہج پر کام کی ترغیب قرآن وسنت کی ان تعلیمات نے دی تھی جن میں سے کچھ کا تذکرہ اوپر گزر چکا ہے۔ اسی منشائے ربانی کی تکمیل میں مسلم سائنسدانوں نے ہر شعبہ علم کو ترقی دی اور آج اغیار کے ہاتھوں وہ علوم اپنے نکتہ کمال کو پہنچ چکے ہیں۔ خوش قسمت کہ جن سائنسی علوم وفنون کی تشکیل اور ان کے فروغ کا حکم قرآن وحدیث میں جابجا موجود ہے اور جن کی امامت کا فریضہ ایک ہزار برس تک خود بغداد، دمشق، اسکندریہ اور اندلس کے مسلمان سائنسدان سرانجام دیتے چلے آئے ہیں۔

آج قرآن وسنت کے نام لیوا الحق ارضی پر بکھرے مسلمانوں میں سے ایک بڑی تعداد اسے اسلام سے جدا سمجھ کر اپنی تجدد پسندی کا ثبوت دیتے نہیں شرماتی۔ سائنسی علوم کا وہ پودا جسے ہمارے ہی اجداد نے قرآنی علوم کی روشنی میں پروان چڑھایا تھا۔ آج اغیار اس کے پھل سے محظوظ ہو رہے ہیں اور ہم اپنی اصل تعلیمات سے روگرداں ہو کر دیارِ مغرب سے انہی علوم کی بھیک مانگ رہے ہیں۔

جہاں تک مذہب کا معاملہ تھا اس نے تو ہمیں اس حقیقت سے آگاہ کر دیا کہ زمین وآسمان میں جتنی کائنات بکھری ہوئی ہیں سب انسان کے لیے مسخر کر دی گئی ہیں، جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:
''اور اس اللہ نے ساوی کائنات اور زمین میں جو کچھ ہے وہ سب تمہارے لیے مسخر کر دیا ہے۔'' (الجاثیۃ:13)

یہ ایک حقیقت ہے کہ دنیائے علم وثقافت میں عرب مسلمانوں کی یہ حیرت انگیز ترقی اسلام کی آفاقی تعلیمات ہی کی بدولت ممکن ہوئی اور جب تک مسلمان بحیثیت قوم قرآن وسنت کی فطری تعلیمات سے متمسک رہے روحانی بلندی کے ساتھ ساتھ مادی ترقی کی بھی اوج ثریا پر فائز رہے اور جونہی انھوں نے لغزش کی اور اسلامی تعلیمات سے اعراض کا راستہ اپنایا تو قعر ذلت میں جا گرے۔

ایک غیر ملکی مورخ جے برونوسکی (J.Bronowski) نے اسی حقیقت کو یوں بیان کیا ہے: ''حضرت عیسیٰ کے چھ سو برس بعد اسلام کا ظہور ایک نئی توانا تحریک کے طور پر ہوا۔ اس کا آغاز ایک مقامی حیثیت سے ہوا اور شروع میں نتائج کے اعتبار سے صورت حال غیر یقینی تھی، مگر نبی اکرم ﷺ 630ء میں جونہی فاتح بن کر مکہ میں داخل ہوئے تو دنیا کے جنوبی حصہ میں حیرت انگیز تبدیلی واقع ہوئی۔

ایک صدی کے اندر اسکندریہ فتح ہوا، بغداد اسلامی علم وفضل کا شاندار مرکز بنا اور اسلامی حدود کی وسعت مشرقی ایران کے شہر اصفہان سے آگے نکل گئی، 730ء تک اسلامی سلطنت اندلس اور جنوبی فرانس کو محیط ہوئی چین اور ہندوستان کی سرحدوں تک جا پہنچی۔ طاقت اور وقار کی اس امتیازی شان کے ساتھ جہاں مسلم سلطنت اپنے عروج پر تھی وہاں یورپ اس وقت پستی اور تنزلی کے تاریک دور سے گزر رہا تھا، حضرت محمد ﷺ نے اسلام کو تجربات کے محدود دائرہ میں رکھنے کی بجائے اسے غور وفکر اور تجزیہ کی نمایاں عقلی وفکری چھاپ عطا کی۔''

اسی طرح رابرٹ ایل گلک (Robert L.Glick) نے لکھا ہے: ''اس امر کو بخوبی ذہن میں رکھنا چاہیے کہ ان احادیث کو انتہائی مستند حیثیت حاصل رہی ہے اور نبی اکرم ﷺ کے اُن ارشادات کا بہت مفید اور گہرا اثر مرتب ہوا ہے۔ اُن احادیث نے اسلامی تہذیب کے سنہری دور کے عظیم مفکرین پر نہایت صحت مند اور ریشما اثر ڈالا ہے۔''

پروفیسر رابرٹ (Prof.Robert) اپنی کتاب ''محمد ﷺ بحیثیت معلم (Muhammad s.a.w as a teacher)'' میں علم اور

حصول علم کی اہمیت وفضیلت پر مبنی آیات واحادیث کے ذکر کے بعد مزید لکھتے ہیں کہ:

''رابرٹ ایل گلک (Robert L.Glick) کہتا ہے: (اسلام کے) ان اقوال کو بے فائدہ اور بے مقصد نہیں سمجھنا چاہیے کیونکہ ان پر عمل کرنے سے ٹھوس نتائج مرتب ہوئے ہیں۔ اسلامی سائنس کی اصل طاقت اس امر میں مضمر ہے کہ یہ بازنطینی اور یونانی واہموں کے برعکس تجرباتی امور پر زیادہ توجہ مرکوز کرتی ہے۔''

اس موضوع پر مغرب کے نامور مؤرخ اور محقق رابرٹ بریفالٹ (Robert Briffault) کا تجزیہ بھی پڑھ لیجیے:

''اس بات کا غالب امکان ہے کہ عرب مشاہیر سے خوشہ چینی کیے بغیر جدید یورپی تہذیب دور حاضر کا وہ ارتقائی نقطہ عروج کبھی حاصل نہیں کر سکتی تھی جس پر وہ آج فائز ہے۔ یوں تو یورپی فکری نشوونما کے ہر شعبے میں اسلامی ثقافت کا اثر نمایاں ہے، لیکن سب سے نمایاں اثر یورپی تہذیب کے اس مقتدر شعبے میں ہے جسے ہم تسخیر فطرت اور سائنسی وجدان کا نام دیتے ہیں۔ یورپ کی سائنسی ترقی کو ہم جن عوامل کی وجہ سے پہنچاتے ہیں وہ جستجو، تحقیق، تحقیقی ضابطے، تجربات، مشاہدات، پیمائش اور حسابی موشگافیاں ہیں، یہ سب چیزیں یورپ کو معلوم تھیں اور نہ یونانیوں کو، یہ سارے تحقیقی اور فکری عوامل عربوں کے حوالے سے یورپ میں متعارف ہوئے۔''

یہ بات بڑی حوصلہ افزا ہے کہ مغربی مفکرین نے اس حقیقت کو ان کھلے الفاظ میں تسلیم کیا ہے۔ جوزف اسکاٹ (Joseph Scoot اور سی ای بوزورتھ (Clifford Edmund Bosworth) اپنی کتاب ''اسلامی ورثہ'' (Islamic Inheritance) میں لکھتے ہیں:

''اس امر میں قطعی کوئی شبہ نہیں کہ یورپ کے سائنسی علوم پر اسلامی سائنسی فکر کا گہرا اثر مرتب ہوا۔ مغرب کی اس علمی نشاۃ ثانیہ (Renaissance) پر دیگر کئی اثرات بھی مرتب ہوئے مگر بنیادی طور پر سب سے گہرا اثر اندلس سے آیا، پھر اٹلی اور فلسطین کی جانب سے اثرات مرتب ہوئے، کیونکہ صلیبی جنگوں (Crusades war) نے مغربی ممالک کے لوگوں کو فلسطینی مسلم ثقافت اور سائنسی اسلوب سے روشناس کرایا۔''

اس اعتراف حقیقت کے ساتھ ساتھ یورپی محققین نے براہ راست اس سوال پر بھی توجہ کی ہے کہ وہ انقلاب کس چیز کے زیر اثر آیا اور اس کا محرک کیا تھا؟

رابرٹ ایل گلک (Robert L.Glick) نے درج ذیل الفاظ میں اس حقیقت کا برملا اظہار کیا ہے: ''یہ ایک مصدقہ حقیقت ہے کہ دنیا کی شعوری ترقی میں عربوں نے نہایت اہم کردار ادا کیا، مگر کیا یہ ساری ترقی حضرت محمد ﷺ کے اثر کا نتیجہ نہ تھی۔''

اس نے بریفالٹ (Briffault) کے اس نقطہ نظر کو رد کر دیا ہے کہ عرب سائنسدانوں کا مذہب سے کوئی خاص لگاؤ نہیں تھا اور یہ تمام ترقی عرب علماء اور سائنسدانوں کی اپنی محنت تھی۔ اس کے نزدیک اس تمام ترقی کی بنیاد صرف اور صرف دین اسلام اور سیرت محمدی ﷺ تھی، جس کے ذریعے عرب مسلمان اور سائنسدان علوم وفنون اور تحقیق وجستجو کی شاہراہ پر گامزن ہو گئے تھے۔

ریورنڈ جارج بش (Reverend George Bush) نے اپنی کتاب ''حیات محمد ﷺ'' (The Life of Muhammad s.a.w) میں بڑی صراحت کے ساتھ لکھا ہے:

''الہامی کتابوں کے حوالے سے کوئی بھی تاریخی انقلاب اتنے ہمہ گیر اثرات کا حامل نہیں جس قدر پیغمبر انقلاب کا لایا ہوا انقلاب جسے انھوں نے پائیدار بنیادوں سے اٹھایا اور بتدریج استوار کیا۔'' غور کیجیے کہ ہمارا ورثہ کیا تھا اور اسے کون لے اڑا؟ جو خزانہ ہم نے دریافت کیا تھا، اس سے فائدہ کون اٹھا رہا ہے اور ہم کہاں کھڑے ہیں؟

بقول علامہ اقبال ؒ

مگر وہ علم کے موتی کتابیں اپنے آباء کی
جو دیکھیں ان کو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سیپارا

□□□

مولانا ظہیر الدین محدث عمرآبادی سے ایک ملاقات

حافظ ثناء اللہ بن عیسیٰ خان المدنی، لاہور

معمول کے مطابق سعودی عرب کے دارالحکومت ریاض میں امسال 2014ء ماہ جون میں سماع کتب حدیث کا پروگرام تھا اس میں مختلف ممالک سے علماء شریک تھے۔ دیگر علمائے کرام کے علاوہ بالخصوص انڈیا کے مشہور محدث مولانا ظہیر الدین عمرآبادی جو عرصہ دراز سے وہاں حدیث کی خدمت میں مصروف کار ہیں، ان کی عمر سو سال کے قریب ہے اور وہ مشہور محدث عبیداللہ رحمانی مرعاۃ المفاتیح کے مشہور تلامذہ میں سے ہیں۔

تعارف میں انھوں نے بتلایا کہ 1940ء میں مدرسہ رحمانیہ دہلی سے فارغ ہونے والا تھا اور ہمارے ممتحن حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ اور ان کے چھوٹے بھائی حافظ محمد حسین اور ان کے بھتیجے حافظ محمد اسماعیل روپڑیؒ اور حافظ عبدالقادر روپڑیؒ بھی شریک کار تھے، ان سے ملاقاتوں کا تذکرہ بڑے بہترین انداز میں کر رہے تھے اور بالخصوص محدث روپڑیؒ کی خدمات کے معترف تھے۔

میں نے ان کو بتلایا کہ میں ان کے خصوصی شاگردوں میں سے ہوں تو اس پر انھوں نے مزید خوشی کا اظہار کیا، سماع کتب حدیث کے دوران مختلف مقامات پر تعلیق کا فریضہ سرانجام دیتا رہا۔ بالخصوص سنن نسائی، سنن ترمذی، شمائل ترمذی، سنن دارمی اور الادب المفرد للامام البخاری، اس کا سماع مسجد نبوی میں خصوصی مجالس میں ہوا جو امام و خطیب مسجد نبوی عبدالمحسن قاسم کی سرپرستی میں سرانجام پایا۔ ان مجالس کے اختتام پر شیخ قاسم نے ان مجالس کے انعقاد پر کافی خوشی کا اظہار فرمایا اور فرمایا ہم چاہتے ہیں کہ یہ مجالس ہمیشہ مسجد نبوی میں جاری و ساری رہیں اور ان میں آپ کی شرکت بھی لازمی ہو

ان مجالس میں مولانا ظہیر الدین عمرآبادی بھی شریک تھے۔ میری تعلیقات پر انھوں نے کافی خوشی کا اظہار فرمایا اور یہ بھی پیشکش کی کہ اگر ہم آپ کو انڈیا آنے کی دعوت دیں تو قبول کریں گے؟ تو میں نے کہا کہ دعوت آنے پر حالات کے مطابق فیصلہ ہوگا۔ مزیداً ئمہ مسجد نبوی کے امام و خطیب عبدالمحسن قاسم نے اس بات کے عزم کا اظہار کیا کہ آئندہ حج کے بعد ان مجالس کا ہم انعقاد کریں گے۔ ان شاء اللہ

قابل ذکر بات یہ ہے کہ مسجد نبوی میں منعقدہ مجالس میں بعض آئمہ مسجد نبوی بھی شریک رہے، انھوں نے باقاعدہ کتب حدیث کا سماع کیا نیز یہ بھی یاد رہے کہ محدث مبارکپوری رحمہ اللہ کے بڑے صاحبزادے مولانا عبدالرحمن اور مولانا حفیظ الرحمن عمرآبادی مدینہ یونیورسٹی میں ہمارے رفقاء میں سے تھے۔ ان سے معلوم ہوا کہ مولانا عبدالرحمن کی بینائی ختم ہو چکی ہے، اللہ ان کی بصیرت کو تیز فرمائے، مولانا حفیظ الرحمن صاحب کے گھٹنوں کے درد میں مبتلا ہیں ان کی رہائش عمرآباد سے کچھ دور ہے وقتاً فوقتاً وہ سواری پر تشریف لاتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو صحت کاملہ سے نوازے۔ آمین

یہ بھی یاد رہے کہ ہمارے شیخ محدث حافظ محمد گوندلویؒ کسی زمانے میں عمرآباد میں تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے ہیں۔ یہ چند باتیں بطور یادگار ذکر کی ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں جمیع اعمال میں خلوص بخشے۔ آمین

ابن خطاب رضی اللہ عنہ کی نصیحتیں

(1) جو آدمی زیادہ ہنستا ہے اس کا رعب کم ہو جاتا ہے۔

(2) جو مذاق زیادہ کرتا ہے لوگ اس کو ہلکا اور بے حیثیت سمجھتے ہیں۔

(3) جو باتیں زیادہ کرتا ہے اس کی لغزشیں زیادہ ہو جاتی ہیں۔

(4) جس کی لغزشیں زیادہ ہو جاتی ہیں اس کی حیا کم ہوتی ہے۔

(5) جس کی حیا کم ہو جاتی ہے اس کی پرہیزگاری کم ہو جاتی ہے۔

(6) جس کی پرہیزگاری کم ہو جاتی ہے اس کا دل مردہ ہو جاتا ہے۔

(حیاۃ الصحابہ ج 3 ص 562)

(انتخاب: حافظ کامران صدیقی، لاہور)

سعودیہ وزارت عدل کی دعوت پر اسلامک شریعہ کونسل لندن کے وفد کا ڈاکٹر صہیب حسن کی زیر قیادت دورہ سعودی عرب

پروفیسر حافظ محمد عبدالاعلیٰ درانی (برطانیہ)

قسط نمبر 1

جناب ڈاکٹر صہیب حسن کا یورپ میں بالخصوص اور دنیائے اسلام میں ایک نہایت ہی معتبر نام ہے۔ ان کا خاندان پانچ پشتوں سے علم وادب کا گہوارہ چلا آرہا ہے۔ علم حدیث واہل الحدیث کی خدمت ان کا طرۂ امتیاز ہے۔ یورپ میں اہلحدیث کی آبرو سمجھے جاتے ہیں، مدینہ یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کرنے اور فارغ ہونے والے پہلے گروپ سے ان کا تعلق ہے، آپ کے والد گرامی مولانا عبدالغفار حسن قدس سرہ کا شمار جہاں جماعت اسلامی کے بانیوں میں ہوتا ہے وہاں انھیں مدینہ یونیورسٹی کے استاد ہونے کا بھی اعزاز حاصل ہے۔ مولانا صہیب حسن کو مدینہ یونیورسٹی میں ولی کامل عبدالعزیز بن باز، فضیلۃ الشیخ محمد ناصر الدین البانی، فضیلۃ الشیخ محمد امین الشنقیطی جیسے اعاظم سے تلمذ کا شرف بھی حاصل ہوا ہے، یونیورسٹی سے سند فضیلت حاصل کرنے کے بعد آپ کو دارالافتاء کی جانب سے کینیا میں دعوت وتبلیغ کا منصب سونپا گیا۔

گذشتہ پینتیس سال سے برطانیہ میں دعوت کا کام کر رہے ہیں اور مرکزی جمعیت اہلحدیث کے امیر بھی رہے ہیں، انھوں نے لندن میں سب سے بڑی مسجد توحید بھی تعمیر کی اور جماعتی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ انھوں نے مسلمانان برطانیہ کے عائلی مسائل کو حل کرنے کے لیے آج سے بتیس سال پہلے مولانا محمود احمد میرپوریؒ، ڈاکٹر متولی الدرویش فاضل مصر کے ساتھ مل کر اسلامک شریعہ کونسل (مجلس الشریعۃ الاسلامیہ لندن) کے نام سے ایک فورم ترتیب دیا تھا۔

آج سے چوبیس سال قبل ان سطور کا راقم برطانیہ گیا تو سب سے پہلے جس شخصیت سے ملاقات کر کے فخر محسوس ہوا وہ مولانا صہیب حسن دامت برکاتہم تھے کیونکہ میں ان کے اسم گرامی سے کافی پہلے ہی آشنا اور روحانی طور پر ان سے متعارف تھا کیونکہ ان الارواح جنود مجندۃ پھر مولانا صہیب حسن نے اس عاجز کے ساتھ جو مشفقانہ سلوک روا رکھا میں اسے دنیا وآخرت کی عظیم دولت خیال کرتا ہوں کیونکہ ذاتی طور پر الشیخ صہیب حسن صاحب شریف النفس، ہر ایک سے کھلے چہرے سے ملنے والے، متقی فطرت، مہمان نواز، احترام واخلاص کا مرقع ہیں اللھم زد فزد

اسلامک شریعہ کونسل کے حوالے سے مجھے یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ بریڈفورڈ سے خلع کا پہلا کیس جو مولانا محمود احمد میرپوریؒ کی اچانک وفات کی وجہ سے معلق تھا، اسے حل کرنے کا موقع مجھے ملا اور دوسرا کیس ڈیوزبری سے تھا جسے میں نے دو دن میں مکمل کر دیا اور یہ خاتون گذشتہ گیارہ برس سے معلقہ تھی۔ بہرحال شریعہ کونسل میں دوسرے قدیمی ساتھی مولانا خرم بشیر الامین ہیں جو جامعہ ریاض یونیورسٹی کے فاضل اور معتبر عالم باعمل ہیں (بفضل اللہ) بات کو سمیٹتے ہوئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اسلامک شریعہ کونسل کو مولانا صہیب حسن نے نہ صرف برطانیہ بلکہ پورے یورپ میں متعارف کرایا اور اب اس کا تعارف مشرق وسطی خصوصا سعودی عرب تک پہنچ گیا۔

برطانوی نشریاتی چینلوں پر دی گئی ڈاکومنٹری کے ذریعے امریکہ اور یورپ بھر میں شریعہ کونسل جان پہچان رکھتی ہے۔ اب یہ شریعہ کونسل برطانیہ اور پورے یورپ میں مسلمانوں کے عائلی وشخصی حقوق کے تحفظ کی سب سے قدیمی، موثر اور تمام مذاہب ومسالک کی نمائندہ تنظیم کے طور پر متعارف ہوگئی ہے، ڈاکٹر صہیب حسن مدظلہ کی مساعی وخلوص سے سعودی عرب کی وزارت عدل نے اپنے نظام عدل وانصاف سے متعارف کرانے کے لیے دس اراکین کو اپنے ہاں مدعو کیا۔

ان میں رئیس وفد مولانا صہیب حسن کے علاوہ ڈاکٹر خرم بشیر امین برمنگھم، مولانا ابوسعید صدر کونسل، سید ابوالفاروق، حافظ شفیق الرحمن، الشیخ خالد علی عبداللہ الیمنی، الشیخ ہیثم الدوسری، الشیخ حافظ عتیق الرحمن مانچسٹر، برادر یحییٰ محمد مصری اور ان سطور کا راقم حافظ عبدالاعلیٰ شامل تھے۔

سعودی عرب کے دورے کا پروگرام پچھلے سال سے مرتب ہو رہا تھا۔ بالآخر 26 اگست سے 6 ستمبر تک کی تاریخیں طے ہوگئیں۔ منگل کی شام پانچ بجے لندن کے ہیتھرو ائیرپورٹ سے ریاض کے لیے روانگی تھی۔ ٹرمینل 5 کے ایف زون میں سبھی احباب آن جمع ہوئے، چھ گھنٹے کی فلائیٹ کے بعد ٹھیک رات کے ڈیڑھ بجے ریاض ائیرپورٹ پہنچ گئے۔ ریاض کا موجودہ ائیرپورٹ آج سے تیس سال پہلے کے ائیرپورٹ سے بالکل مختلف نظر آیا اس وقت ایک سادہ سا ماحول تھا لیکن اب تو پورا شہر آباد ہے، سعودی تیل نے بہت کچھ بدل ڈالا ہے شکلیں بھی اور ماحول بھی بلکہ تہذیب بھی۔

یکم ستمبر کو تعلیمی اداروں کی تعطیلات ختم ہونے کی وجہ سے فلائیٹیں فل آ جا رہی تھیں، ہمارا ٹکٹ اگرچہ بزنس کلاس کا تھا اس خطرے کے پیش نظر کہ وفد الگ الگ تاریخوں اور جہازوں پر جائے، بہتر ہے اکانومی کلاس کا ٹکٹ ہی قبول کر لیا جائے۔ ریاض ائیرپورٹ پر وزارت عدل کے نمائندے نے بڑی عزت وتکریم کے ساتھ استقبال کیا اور خصوصی لاؤنج میں بٹھایا امیگریشن کے سارے جھنجٹ سے ہمارے پروٹوکول آفیسر الشیخ ابوعبدالرحمن نے خود ہی نمٹا، وہیں ہم نے نمازیں بھی ادا کیں۔

صبح چار بجے ہمیں ائیرپورٹ سے ریاض قصر الضیافہ کی طرف لے جایا گیا، ریاض کے الناصریہ علاقے کی یہ نہایت خوبصورت اور بہت بڑی بلڈنگ ہے جو ماضی میں پارلیمنٹ ہاؤس بھی رہی ہے۔ وہاں پہنچتے ہی ایک ایک کمرہ ہر رکن کو عنایت ہوا اور ہدایت دی گئی کہ صبح ساڑھے سات بجے ناشتہ کے لیے نیچے ریسٹورنٹ میں جمع ہوں گے اور ساڑھے آٹھ بجے ائیرپورٹ کے لیے روانہ ہوں گے جہاں سے دس بجے کی فلائیٹ کے ذریعے ہم جدہ پہنچیں گے۔ کمرے میں ہلکی پھلکی ریفریشمنٹ کا سامان پڑا تھا، اس سے ناشتہ ہوگیا یوں ایک گھنٹہ آرام کے لیے زیادہ میسر آ سکے گا۔

مکہ روانگی

اچانک آنکھ کھلی تو ساڑھے آٹھ بج چکے تھے گھبراہٹ ہوئی، اتنی دیر میں مولانا صہیب حسن کا فون آ گیا کہ آپ تیار ہو کر نیچے آ جائیں، ہم پون گھنٹہ میں ائیرپورٹ پہنچ گئے۔ ائیرپورٹ لاؤنج میں ناشتہ کیا کیونکہ ہوٹل میں ناشتہ کرنے کا ٹائم ہی نہ ملا تھا۔ دس بجے کی فلائیٹ کے ذریعے ہم روانہ ہوئے اور ایک گھنٹہ پچاس منٹ میں جدہ ائیرپورٹ پہنچ گئے، خصوصی لاؤنج میں لے جایا گیا جہاں علماء کی ایک جماعت نے ہمارا استقبال کیا۔ کچھ دیر بعد مکہ مکرمہ روانگی کا اعلان ہوگیا اور لیموزین گاڑیاں ائیرپورٹ کے اندر ہی آ گئیں۔ مولانا صہیب حسن اور حافظ عبدالرحمن عتیق پیچھے بیٹھے ہوئے تھے اور میں فرنٹ سیٹ پر یہ کہتے ہوئے بیٹھ گیا کہ حضرت داغ جہاں بیٹھ گئے بیٹھ گئے۔ مولانا نے کہا کہ اگر کہا گیا کہ واذا قیل انشزوا میں نے کہا تو ہم کہہ دیں گے یرفع اللہ الذین امنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات لیکن اس مکالمے کی نوبت ہی نہیں آئی اور گاڑی سٹارٹ ہوگئی، راستے میں قطار الحرم (حرم ٹرین) کے لیے کام ہو رہا تھا، اس کی ضرورت تو بہت دیر سے محسوس کی جا رہی تھی اب بہرحال کام شروع ہے اور ان شاء اللہ جلد ہی حجاج وزائرین بیت اللہ کے لیے یہ سہولت بھی دستیاب ہو جائے گی۔

راستے ہمارے لیے کوئی اجنبی نہیں تھی، پانچ سال مدینہ منورہ میں دوران تعلیم انہی راستوں کو بہت دفعہ استعمال کیا لیکن زیارت بیت اللہ کے اشتیاق کی وجہ سے راستے لمبے ہوتے دکھائی دیے۔ جدہ سے مکہ مکرمہ اور بحمد اللہ حرم شریف کے بالکل سامنے قصر الملکی میں ایک گھنٹے میں پہنچ گئے جسے ہم نے آج تک صرف دیکھا ہی تھا آج اللہ نے کرم فرمایا اور یہی شاہی محل ہمارا مستقر بن رہا ہے چونکہ ابھی حجاج بیت اللہ کی باقاعدہ آمد شروع نہیں ہوئی تھی، اس لیے کسی جگہ بھی رش زیادہ نہیں ہے۔ قصر الملکی کے کمرے بھی خالی تھے اس لیے بلاشراکت سبھی کو ایک ایک کمرہ الاٹ ہوا، کھانا کھا کر کچھ دیر آرام کیا اور حرم شریف جا کر عمرہ ادا کیا اور عشاء کی نماز حرم شریف ادا کر کے سیدھا اپنے مستقر میں آ گئے۔

زیارت غلاف کعبہ، حرم مکی میوزیم اور امام السدیس سے ملاقات

صبح تہجد کی اذان ہوتے ہی مولانا خرم بشیر اور میں اکٹھے حرم شریف چلے گئے، ایک طواف نماز سے پہلے اور دوسرا نماز کے بعد کر کے ذکرو اذکار میں اشراق تک مشغولیت رہے۔ واپس آکر ناشتہ کیا اور صبح ساڑھے آٹھ بجے ہمیں مکہ مکرمہ میں دو جگہ لے جایا گیا۔

ایک تو غلاف کعبہ کی فیکٹری اور دوسرا حرم اقدس کے میوزیم میں غلاف کعبہ فیکٹری میں باوضوء ہو کر داخل ہوئے میں نے اس نام کی فیکٹری کو پہلے بھی دیکھا ہے جب وزارت حج کی جانب سے حج بیت اللہ کی ادائیگی کا موقع نصیب ہوا تھا لیکن مجھے یاد پڑتا ہے وہ حجرے میں تھی بہت پرانی بات ہے تقریباً بائیس سال قبل 1992ء میں۔ اب یہاں جو اتنی کھلی فضا میں غلاف کعبہ بنتے وقت دیکھا تو بڑی مسرت ہوئی، پاکستان نے بھی ایک بار غلاف بنانے میں حصہ لیا تھا جس طرح نمائش کی گئی وہ ہمارے ہندوستانی مزاج میں کوئی نئی بات نہ تھی لیکن عربوں کے لیے بڑی عجیب تھی، غالباً اس کے بعد اس بھول کا ارتکاب نہیں کیا گیا۔

یہاں جو غلاف تیار کیا جا رہا ہے اس پر دو سے تین کروڑ ریال لاگت آتی ہے، خالص سونا اور اپنی فیکٹری میں تیار کردہ ریشم استعمال ہوتا ہے، ایسی جدید اور کمپیوٹرائزڈ مشینری موجود ہے کہ آدمی دنگ رہ جاتا ہے۔ ایک حصے میں بیت اللہ کے اندرون کے لیے جو غلاف تیار ہوتا ہے تو اس کی پیمائش کے لیے اسی سائز کی دیواریں بنائی گئی ہیں، وہاں سب حاضرین نے کھڑے ہو کر تصاویر بنوائیں جیسے بیت اللہ کے اندر کھڑے ہوں تو تصاویر بن سکتی ہیں۔ 1992ء میں جب وزارت حج کی جانب سے میں نے حج کیا تھا تو ملک فہد مرحوم کی طرف سے ہمیں ایک ایک میٹر غلاف کعبہ کا ٹکڑا بھی بطور تحفہ دیا گیا تھا جو اب بھی پاکستان گھر میں محفوظ ہے۔ پھر غلاف کعبہ فیکٹری سے متصل عمارت میں لے جایا گیا جہاں کعبۃ اللہ سے متعلق کافی نایاب اور تاریخی چیزیں اور آثار ہیں۔

بیت اللہ کے پرانے دروازے، حجر اسود کے خول، زمزم کنویں کا پرانا ڈھانچہ، قدیمی تحریریں توسیع حرمین کے پرانے نقشے وغیرہ، وہاں موجود مدیر نے بڑی تفصیل سے ہمیں تمام چیزوں کا تفصیلی تعارف کرایا تو میں نے پوچھا کہ حرمین شریفین کی چودہ سو سالہ تاریخ کے صرف یہی چند نقوش؟ حرمین کے باقی آثار کہاں گئے؟ مدیر نے بتایا چونکہ سعودی حکومت اسی صدی میں معرض وجود میں آئی اور جو کچھ دستیاب ہوا وہ حاضر ہے۔ باقی سب کچھ ترکوں کے پاس ہے اور استنبول کے عجائب خانے میں دیکھا جا سکتا ہے۔

ایک بات مجھے بڑی اچھی لگی کہ فاضل مدیر مرحوم بادشاہوں کا نام بڑے ادب سے لیتے تھے۔ ملک فیصل رحمہ اللہ، ملک خالد رحمہ اللہ ملک فہد رحمہ اللہ تو رخصت کے وقت تاثرات بک میں ہمیں کچھ لکھنے کو کہا گیا ہمارے الشیخ صہیب حسن نے نہایت ہی خوبصورت تحریر لکھی اور ہم سب نے اس پر اپنے نام اور دستخط ثبت کیے، فراغت کے بعد گیارہ بجے ہم اپنے مستقر پر پہنچے۔ (جاری ہے)

شیخ الحدیث مولانا ثناء اللہ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ

ابو طلحہ بن ثناء اللہ مجاہد

مولانا کا حالت بیماری میں صبر

28 جون 2013ء کو مولانا کا ایکسیڈنٹ ہوا جس سے ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ گئی اور آپ آٹھ ماہ تک صاحب فراش رہے۔ بیماری میں انتہاء کا صبر آپ کی شخصیت کی زینت رہا، مصائب و آلام اور بیماریوں میں صبر کرنا انبیاء کا اسوہ ہے اور مولانا نے انبیاء کے اس اسوہ پر عمل کر کے دکھایا کہ حالت بیماری میں جتنا مولانا صاحبؒ نے صبر کیا عام آدمی کے لیے یہ بہت کٹھن مرحلہ ہے۔

وفات سے پندرہ روز قبل آپ کو بخار ہو گیا جب بھی بخار شدت اختیار کرتا تو مولانا الحمد للہ کہتے اور فرماتے کہ اللہ تعالیٰ کے مجھ پر بے شمار احسانات ہیں اللہ نے مجھے ہر میدان میں عزت دی ہے، ہر امتحان میں کامیابی سے نوازا ہے اور اللہ مجھے جس حال میں بھی رکھے میں اسی حال میں

راضی ہوں۔ آپ عبادت گزار اتنے تھے کہ بیماری کے ایام میں بھی تہجد باقاعدگی سے پڑھتے رہے اور کثرت تلاوت کی وجہ سے آپ کو تقریباً بیس پارے یاد تھے۔ وفات سے چند روز قبل مجھے کہنے لگے کہ بیٹا جتنا قرآن مجھے یاد تھا وہ اب بھی مجھے اچھی طرح یاد ہے۔

مولانا کی عادات

دل اتنا کشادہ اور صاف تھا کہ اگر کوئی زیادتی کر جاتا تو دل میں غصہ نہ رکھتے بلکہ اسے معاف کر دیتے تھے۔ راست گوئی سے آپ کی شخصیت مزین تھی، بوقت ضرورت محتاجوں کے کام آنا آپ کی شخصیت کا حصہ تھا، اکثر لوگوں نے مجھ سے کہا کہ شاء اللہ مجاہدؒ کے ہم پہ بڑے احسان تھے جن کا کسی کو پتہ ہی نہیں یقیناً مولانا صاحب مرد مجاہد انسان تھے، آپ کی موت ولی کامل کی موت تھی۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ

آپ 25 فروری 2014، بروز منگل کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون خلق آپ کی خدمات کو تادیر یاد رکھے گا

آپ کی نماز جنازہ مولانا عبدالستار حامد نے انتہائی رقت آمیز مناظر میں پڑھائی، جنازے میں لوگوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ آپ کے استاد مولانا عبدالرشید ہزاروی نے جنازے سے پہلے درس دیتے وقت فرمایا: لوگو! میں مجاہد کے بچپن، لڑکپن، جوانی اور ادھیڑ عمری کا گواہ ہوں، بیشک یہ میرا بیٹا مرد مجاہد تھا اس بات کی میں تم لوگوں سے گواہی لینے آیا ہوں

مولانا نے اپنے پسماندگان میں ایک بیوہ، پانچ بیٹے اور ایک بیٹی چھوڑی ہے۔ ان کے بیٹے عثمان غنی بن شاء اللہ مجاہد مہتمم مدرسہ ہذا سے رابطہ کے لیے نمبر نوٹ فرمائیں۔ 03007584287

اللہ مولانا صاحبؒ کی ان قربانیوں کو قبول شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین

بقیہ: اقوام متحدہ بے حیائی کے فروغ کا ادارہ ہے

اقوام متحدہ کی خلاف ورزی سے عراق پر اقتصادی پابندیاں عائد ہو سکتی ہیں۔ 5 لاکھ بچے خوراک و ادویات کی قلت سے مر گئے، اس کے برعکس اسرائیل اور بھارت نے بھی اقوام متحدہ کی کئی قراردادوں کا مذاق اڑایا لیکن ان پر کسی قسم کی پابندیاں عائد نہیں ہوئیں۔ کیوں کہ اقوام متحدہ مسلم کش پالیسی پر گامزن ہے، امریکہ نے اقوام متحدہ کو ٹھوکر مار کر بلا جواز عراق پر حملہ کیا جھوٹ پر مبنی رپورٹیں منظر عام پر آ چکی ہیں۔ برطانیا اور امریکہ کو اپنی غلطی کا اعتراف کرنے کے سوا کوئی چارہ کار نہ رہا۔ انسانی حقوق کے علمبردار کسی یورپی ملک نے بش اور بلیئر پر دہشت گردی کا مقدمہ دائر نہیں کیا نہ ہی اقوام متحدہ کی بین الاقوامی عدالت نے ان پر فرد جرم عائد کیا۔ (جاری ہے)

بقیہ: درس حدیث

عبداللہ بن دینار بیان کرتے ہیں عبداللہ بن عمرؓ کو ایک دیہاتی آدمی راستے میں ملا آپ گدھے پر سوار تھے تو عبداللہ بن عمرؓ انھیں سلام کیا اور اپنے گدھے پر سوار کر لیا اور اپنی پگڑی اتار کر بھی اسے پہنا دی، میں نے اس بات پر تعجب کرتے ہوئے اس کی وجہ پوچھی تو انھوں نے فرمایا: اس شخص کا باپ میرے باپ عمرؓ کا دوست تھا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ سب سے بڑا عمل انسان کا اپنے باپ کے دوستوں کے ساتھ نیکی کرنا ہے۔ (مسلم کتاب البر والصلۃ باب صلۃ اصدقاء الأب والأم ج8 جز16 ص93 رقم الحدیث: 2552)

اسلام نے حصول امن کے لیے ایک طریقہ یہ بھی بتلایا ہے کہ والدین کی عزت اور تکریم کرتے ہوئے والدین کے قائم کردہ رشتوں کو ان کی وفات کے بعد احسن انداز سے قائم رکھا جائے اور ان کے دوستوں کا اسی طرح احترام کیا جائے جس طرح ان کے والدین کیا کرتے تھے۔ ایسا کرنے سے باہمی اعتماد کی فضا قائم ہونے کے ساتھ ساتھ دلوں سے نفرت ختم اور الفت و محبت پیدا ہوتی ہے جو قیام امن کے لیے جزلاینفک ہے۔

دنیوی و اُخروی بھلائی

سیدنا عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: چار چیزیں جس شخص کو مل جائیں اُسے دنیا و آخرت کی ہر بھلائی مل گئی: (1) اللہ کی نعمتوں پر شکر سے معمور دل (2) اللہ کا ذکر اور چرچا کرنے والی زبان (3) مصیبتوں کو سہنے والا جسم (4) ایسی بیوی جو شوہر کے مال کی حفاظت کرتی اور عفت و حیاء کے ساتھ زندگی بسر کرتی ہے۔ (الحدیث)

شوق عبادت اور رحمت الٰہی

طاہر علی صارم

عبادت باب عَبَدَ یَعْبُدُ، عَبْدًا و عِبَادَۃً سے مصدر ہے جس کے معنی اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری کرنا اور آداب بندگی بجالانا کے ہیں اگر ہم انسانی تخلیق کا مقصد جاننے کی کوشش کریں تو بلاشبہ ہمیں مقصد انسانی عبادت ہی نظر آتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ اور ہم نے جنوں اور انسانوں کو اپنی عبادت کے لیے ہی پیدا کیا ہے۔ دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ شرک نہ کرو۔''

سیدنا عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں حکم دیا گیا ہوں کہ لوگوں سے لڑائی کروں یہاں تک کہ وہ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی حقیقی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کریں، زکوٰۃ دیں، پس جب وہ یہ کام کرلیں تو انھوں نے مجھ سے اپنے خون اور مال محفوظ کرلیے مگر اسلام کا حق باقی رہے گا اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہے۔ (متفق علیہ)

عبادت نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور ایسے تمام نیک اعمال کا مجموعہ ہے جن کی منشاء ومقصد رضائے الٰہی ہو۔ آج اگر ہم حالات کے تناظر میں نظر دوڑائیں تو ہمیں مسلمانوں کی اکثریت لہو ولعب میں مگن اور نماز و روزہ سے بیگانہ نظر آتی ہے۔ اگر چند ایک نظر بھی آتے ہیں تو وہ بھی عبادت نہیں بلکہ عادت پوری کرنے کے لیے مسجد میں قدم رنجا ہوتے ہیں الا ماشاء اللہ۔ اس میں تعجب والی کوئی بات نہیں کیونکہ نبی رحمت ﷺ نے اس بات کی نشاندہی آج سے تقریباً 14 سو سال پہلے کردی تھی۔

سیدنا عمار بن یاسرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: انسان نماز سے فارغ ہوتا ہے تو اسکے لیے اس کی نماز سے صرف دسواں، نواں، آٹھواں، ساتواں، چھٹا، پانچواں، چوتھا، تیسرا اور آدھا حصہ ہی لکھا جاتا ہے۔ (خشوع وخضوع کی کمی کے لحاظ سے)

(سنن ابی داود۔ ابن حبان)

آج اگر ہم اپنی نمازوں کا جائزہ لیں تو ہمیں اس بات کا ادراک ہوگا کہ ہماری نمازیں خشوع وخضوع سے خالی ہیں۔ ہماری نمازوں میں جو گریہ زاری اور رورو کر اللہ تعالیٰ سے التجائیں کرنا اور اپنے گناہوں پر نادم ہونا تھا وہ آج مفقود ہو چکا ہے۔ آج ہماری نمازیں برکت سے خالی ہیں۔ اگر ہم کتاب زریں کی ورق گردانی کریں تو وہاں ہمیں یہ الفاظ نظر آتے ہیں اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ بیشک نماز بے حیائی اور بری باتوں سے روکتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ کے ہوتے ہوئے بھی ہماری نمازوں میں خشوع وخضوع کا نہ ہونا لمحہ فکریہ ہے۔ ذہن کے اندر ایک سوال اٹھتا ہے کہ آخر کیا وجہ ہے کہ آج ہماری عبادت عادت بن گئی؟ اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور نبی رحمت ﷺ جس طرح کی عبادت کا ہم سے تقاضا کرتے ہیں ہم اس تقاضے کو پورا نہیں کرتے، عادت کو عبادت میں کیسے تبدیل کیا جاسکتا ہے؟

پابندی وقت

پہلی بات تو یہ کہ ہم پابندی وقت کو ملحوظ خاطر رکھیں، جب ہم وقت کی پابندی نہیں کرتے تو ہم دنیا میں بہت سا قیمتی وقت غیر ضروری مصروفیات میں ضائع کردیتے ہیں تو پھر ہم نماز کے وقت کا بھی لحاظ نہیں کرتے، ہم مسجد میں اس وقت تشریف لاتے ہیں کہ جب جماعت کھڑی ہو چکی ہوتی ہے، لہٰذا ایسی نماز کو ہم عادت تو کہہ سکتے ہیں عبادت نہیں کیونکہ عبادت تو وہ ہوتی ہے جو ہم یکسوئی کیساتھ کرتے ہیں۔ لہٰذا اگر ہم پابندی وقت کے سنہری اصول کو ملحوظ خاطر رکھیں گے تو عادت عبادت میں تبدیل ہوسکتی ہے۔

قبل از اذان مسجد میں تشریف لانا

قبل از اذان مسجد میں تشریف لاکر بھی ہم کافی حد تک اپنی عادت کو عبادت میں تبدیل کرسکتے ہیں ویسے بھی آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ

مومن بندے کی یہ نشانی ہے کہ وہ ایک نماز جب پڑھ کر فارغ ہوتا ہے تو دوسری کے انتظار میں بیٹھ جاتا ہے۔

اگر ہم اذان سے پہلے مسجد آئیں تو ہم اپنا بہت سارا وقت جو ہم فضول گفتگو اور دوسروں کی غیبت اور چغلی کرنے میں صرف کرتے ہیں وہ اللہ کی یاد میں گزار سکتے ہیں۔ اگر ہم بروقت مسجد میں آئیں تو ہم اچھی طرح وضوء اور مسواک کی سنت پر بھی دل جمعی سے عمل کر سکتے ہیں۔ اس وقت بہت کم نمازی مسجد میں ہوتے ہیں تو آدمی تنہائی میں اپنے رب سے گڑگڑا کر مناجات کر سکتا ہے اور سب سے بڑھ کر کہ صف اوّل میں نماز ادا کرے گا جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اگر تم کو صف اول اور اذان کے اجر کا پتہ چل جائے تو تم آپس میں جھگڑا کرو اور اس کا حل قرعہ اندازی سے ہوگا۔

تکبیر اولی میں شریک

آپ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی اچھا وضو کرتا ہے پھر یکسوئی کے ساتھ دو نفل ادا کرتا ہے، اس دوران اپنے نفس سے کوئی بات نہیں کرتا، اس کے بعد وہ جو بھی دعا مانگے گا اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو شرف قبولیت سے نوازے گا۔ دوسرے مقام پر فرمایا: اذان اور نماز کے درمیان جو وقت ہوتا ہے یہ قبولیت کا ٹائم ہوتا ہے اس دوران آدمی جو بھی دعا مانگے گا اللہ اس کی دعا قبول کرے گا۔

قارئین کرام! اگر ہم آپ ﷺ کے اس فرمان پر کما حقہ عمل پیرا ہو کر تکبیر اولی میں بھی شرکت کو یقینی بنائیں تو میں پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ ہمیں ایک روحانی خوشی محسوس ہوگی اور اس بار۔۔ کا بھی احساس ہوگا کہ میری نماز عبادت ہے نہ کہ عادت۔

اذان اور مسجد کی طرف پیش قدمی

اگر ہم حی علی الصلوۃ اور حی علی فلاح کی عظیم صدا کی ساتھ ہی تمام کاموں کو چھوڑ کر نماز کی ادائیگی کے لیے مسجد کی طرف چل پڑیں تو سمجھ لینا کہ ہم عبادت کے لیے جا رہے ہیں نہ کہ عادت کی تکمیل کے لیے۔ حقیقت میں اسی انسان نے ہی موذن کی پکار سن کر اللہ کے سب سے بڑا ہونے کا اقرار کیا ہے اس کے برعکس ایسا انسان جو اذان سن کر بھی مسجد کا رخ نہیں کرتا، اگر وہ کسی کے کہنے پر مسجد آ بھی جائے تو وہ خشوع وخضوع سے نماز ادا نہیں کرتا بلکہ عادتاً سجدہ کر کے فوری بھاگ جاتا ہے، ایسی عبادت کو عبادت نہیں بلکہ عادت کہا جائے گا۔

ریاکاری سے اجتناب

آج کتنے ہی ایسے مسلمان ہیں کہ جن کی عبادت کا مقصد اولی بھی ریاکاری ہے۔ نماز پڑھتے، زکوۃ دیتے، حج کرتے ہیں یا روزہ رکھتے ہیں تو مقصد لوگوں کی خوشنودی حاصل کرنا اور دوسروں کی نظروں میں خود کو معتبر اور نیک و متقی ظاہر کرنا ہوتا ہے تاکہ لوگ میری ان نمازوں پر بھروسہ کرتے ہوئے مجھے حاجی صاحب اور نمازی صاحب کہہ سکیں۔ یقیناً اگر ہم جذبہ رضائے الٰہی کے تحت اعمال صالحہ کو بجالائیں تو ہماری دنیاوی پریشانیاں بھی دور ہو جائیں گی اور اللہ عزت وسرفرازی بھی عطا فرمائیں گے۔

معاصیات سے اجتناب

اگر ہم خود کو اللہ کی نافرمانی اور فسق وفجور سے دور رکھیں تو ہم اپنی عبادت میں کافی حد تک ایک چاشنی اور مٹھاس محسوس کریں گے۔ آج کتنے ہی ایسے لوگ ہیں کہ جو نماز بھی پڑھتے ہیں جھوٹ بھی بولتے ہیں، نماز بھی پڑھتے ہیں ناپ وتول میں کمی بھی کرتے ہیں، نماز بھی پڑھتے ہیں حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پورا نہیں کرتے تو ایسی نماز کو ہم عبادت نہیں عادت ہی کہیں گے۔

نماز کے معنی ومفہوم سے آگاہی

ہمارے معاشرے میں بے شمار ایسے نمازی بھی ہیں جو دعاؤں کے معنی سے نابلد ہوتے ہیں جس کی وجہ سے ان کی نماز خشوع وخضوع اور لذت سے خالی ہوتی ہیں۔ آج اگر آپ کسی بھی مسجد میں تشریف لے جائیں تو آپ کو چند ایک ہی نمازی ایسے نظر آئیں گے جن کی نماز کو ہم عبادت کہہ سکتے ہیں اکثریت کی نماز روح عبادت سے خالی ہوتی ہے، لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم نماز میں جو اللہ سے سرگوشی کے ساتھ طلب کرتے ہیں اپنے آپ کو اس کا اہل ٹھہرائیں اور جو وعدے کرتے ہیں ایاک نعبد وایاک نستعین کی پاسداری بھی کریں۔

خشوع وخضوع

سیدنا عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو آپ کے سینہ مبارک سے رونے کی وجہ سے چکی چلنے کی آواز آرہی تھی۔ (ابوداود) اسی طرح سیدنا عقبہ بن عامرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو مسلمان خوب اچھی طرح مکمل وضوء کرکے نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہوا اس حال میں کہ اسے نماز کا معنی ومفہوم کا علم تھا تو وہ نماز پڑھنے کے بعد وہ اس طرح ہوگا کہ جس طرح آج ہی پیدا ہوا ہے، یعنی گناہوں سے پاک ہوجائے گا۔ (مستدرک حاکم۔ ابن خزیمہ)

احساس ذمہ داری

آج ہم نماز کو اپنے اوپر ایک بوجھ سمجھتے ہیں۔ ہمیں اس بات کا ادراک ہی نہیں کہ یہ تو ہم پر اللہ تعالیٰ کا حکم ہے ہم مسجد میں حکم الٰہی کی تکمیل نہیں بلکہ ایک بوجھ کو اتارنے کے لیے آتے ہیں۔ جب تک ہم اس کو ایک ذمہ داری نہیں سمجھیں گے تب تک ہماری نمازیں عبادت کے زمرے میں نہیں آئیں گی۔ کتنے ہی ایسے ملازم ہیں جو اپنے مالک اور شاگرد اپنے استاد سے ڈرتے ہوئے نماز پڑھتے ہیں۔ اگر ان کو استاد اور مالک کا ڈر نہ ہو تو یہ نماز کے قریب تک نہیں آتے۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم مالک اور استاد کا ڈر ختم کرکے اللہ تعالیٰ کا خوف اپنے سینے میں جاگزیں کریں تب کہیں جاکر ہم عبادت کی معراج تک پہنچ سکیں گے۔

یقیناً اگر انسان اپنی عادات (معمولات زندگی) کو بھی سنت نبوی کے سانچے میں ڈھال لے تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ان کو بھی عبادت بنادیتے ہیں جیسے انسان کا جائز ذرائع کے ذریعے حصول رزق کے لیے محنت کرنا، قضائے حاجت کرنا، اپنے اہل وعیال اور عزیز واقارب کے حقوق پورے کرنا، اپنی اولاد کی اچھی تربیت کرنا، اسی طرح ہر ایک کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آنا و دیگر تمام امور کی ادائیگی میں رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کو مشعل راہ بنانے والے کے لیے اللہ تعالیٰ ان تمام کاموں کو عبادت بنادیتے ہیں، اگر یہی امور تعلیمات نبوی سے ہٹ کر سرانجام دیے جائیں تو انسان نہ صرف دنیا میں رسوا ہوتا چلا جاتا ہے بلکہ رحمت الٰہی سے محروم رہتا ہے، اس لیے ایک مسلمان کو ایسا طرز عمل اپنانا چاہیے کہ جس سے لوگوں کے دلوں میں بھی اس کا احترام ہو اور عند اللہ اجر کا مستحق ٹھہرے۔ یہ دونوں چیزیں سرکار دو عالم ﷺ سے محبت کرنے اور ان کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے سے حاصل ہوسکتی ہیں۔

سیرۃ النبی ﷺ کانفرنس

مورخہ 26 اکتوبر بروز اتوار بعد از نماز عشاء جماعت اہلحدیث واہلحدیث یوتھ فورس کے زیر اہتمام نئی آبادی راجووال اوکاڑا جامع مسجد ابراہیمیہ میں منعقد ہوئی۔ جس میں مولانا منظور احمد، مولانا محمد یوسف پسروری، مولانا اکبر اسد، مولانا عمران شریف نے خطابات کرتے ہوئے کہا کہ اہلحدیث کا یہ طرۂ امتیاز ہے کہ ان کے پاس کسی امام، کسی درگاہ، کسی گدی نشین ملنگ کا مشن نہیں بلکہ ان کے پاس کائنات کے امام محمد عربی ﷺ کا مشن ہے۔ اس لیے ہم جب تک زندہ ہیں لوگوں کو عقیدہ توحید اور سنت رسول کی دعوت دیتے رہیں گے کیونکہ انسان کی دنیا وآخرت میں نجات عقیدہ توحید کے بغیر ممکن نہیں۔

انھوں نے کہا کہ ہر نبی نے اپنی دعوت کا آغاز عقیدہ توحید سے کیا تھا اور یہ حقیقت ہے کہ عقیدہ توحید ہی امن کی بنیاد اور شرک فساد کی جڑ ہے لہٰذا تمام اہل اسلام کو چاہیے کہ قبر پرستی، گدی نشینوں کی چاپلوسی اور مختلف درگاہوں کے طواف کرنے کی بجائے مکہ ومدینہ کا رُخ کریں جو اہل ایمان کا مرکز ہے۔ جماعت اہلحدیث کے نوجوانوں نے اس عظیم الشان پروگرام کو کامیاب بنایا اور احباب جماعت کی نمائندگی کرتے ہوئے کہا کہ جماعت اہلحدیث کے ہر نوجوان کی دعوت وتبلیغ کا مقصد اللہ کی رضا اور یہی خواہش ہے کہ تمام مسلمان جہنم کی آگ سے بچ جائیں اور جنت کے مستحق ٹھہریں۔

پروگرام کی کامیابی مولانا احسان الٰہی، چوہدری عبدالوحید، ماسٹر محمد شفیق اظہر، قاری خبیب حسن بھٹی، مولانا اسلم صادق، مولانا عتیق اظہر نے مثالی کردار ادا کیا، دعا ہے اللہ رب العزت اس پروگرام کو انتظامیہ کے لیے ذریعہ نجات بنائے۔ آمین

(رپورٹ: مولانا عتیق اظہر ناظم تبلیغ جماعت اہلحدیث اوکاڑا)

اقوام متحدہ بے حیائی کے فروغ کا ادارہ ہے او آئی سی کے قیام اور کارکردگی کا جائزہ

عطاء محمد جنجوعہ

سلطان محمود غزنوی کی روحانی اولاد نے افغانستان میں شرعی نظام قائم کیا تو امریکہ نے بزور قوت اُسے درہم برہم کر دیا اور مسلم حکمران کبوتر کی طرح آنکھیں بند کر کے اپنی خیر مناتے رہے، تب امریکہ اپنے ہدف تک پہنچنے کے لیے عراق کا انتخاب کر چکا تھا۔ احمد شیلوبی اور طارق عزیز جیسے غداروں نے ابن علقمی کا کردار ادا کیا، اور امریکہ عراق پر قابض ہو گیا۔ ہلاکو خان کی فوج نے مسلمانوں کا خون بہا کر تاریخ میں نام لکھوایا تو بش کے فوجیوں نے عرب لڑکیوں کی عصمتیں لوٹ کر وہی کردار دہرایا مگر ملت اسلامیہ کی خاموشی اس بات کی غمازی کرتی رہی کہ ان کی غیرت کا جنازہ نکل گیا ہے

ہم انسانی حقوق کے علمبردار مسلم مفکرین کا موقف تسلیم کرتے ہیں کہ حجاج بن یوسف آمر تھا اور ظالم بھی لیکن اس حقیقت کو بھی نہیں جھٹلایا جا سکتا کہ وہ غیرت مند مسلمان تھا جس نے عرب قافلے کی ایک لٹی پٹی عورت کی پکار سن کر قسم اٹھائی تھی کہ جب تک بدلہ نہ لوں گا اُس وقت تک بستر پر آرام نہیں کروں گا۔

امریکی فوجیوں نے قبضہ کے بعد پہلے چھ ماہ میں عراق کے مختلف شہروں سے پندرہ ہزار کے قریب خواتین کو اغوا کیا اور عصمت دری کے بعد اکثر کو قتل کر دیا گیا۔ ان مسلم بہنوں، بیٹیوں کی سسکیوں، چیخوں اور التجاؤں میں درندگی پر مبنی سی ڈی فلموں کی نیلامی ہوئی لیکن کسی اسلامی جمہوری اور شاہی و فوجی حکمران کے ماتھے پر شکن تک نہ پڑا۔

خدا خدا کر کے اکتوبر 2003ء میں دسویں اسلامی سربراہی کانفرنس ہوئی مگر اس میں بھی مسلم حکمرانوں نے ان عورتوں کی بے حرمتی کو موضوع سخن تک نہ بنایا۔ بلکہ اسلامی ممالک عراق پر غیر ملکی قبضہ ختم کرنے کا ٹائم ٹیبل دینے کی قرارداد سے ہی دستبردار ہو گئے۔

(نوائے وقت:10-03-2003)

آخر او آئی سی کو کون سی مجبوری ہے کہ وہ امت مسلمہ کے مسائل حل کرنے میں فعال کردار ادا نہیں کر سکتی؟

عرب اسرائیل جنگ؟

''عرب اسرائیل جنگ'' کو مغربی میڈیا نے عربوں کی قومی آزادی تک محدود رکھا، یہی وجہ ہے کہ ردِ عمل میں عرب لیگ قائم ہوئی۔ یہودیوں نے پروٹوکول کی پیش قدمی جاری رکھتے ہوئے 1969ء میں مسجد اقصیٰ کو آگ لگا دی چونکہ مسلمانوں کے نزدیک حرمین شریفین کے بعد مسجد اقصیٰ ہی مقدس و متبرک مسجد ہے، اس لیے اس کی بے حرمتی پر امت مسلمہ میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی۔ چنانچہ مسلم حکمرانوں نے فوری طور پر (22 ستمبر 1969ء) کو او آئی سی کی بنیاد رکھی۔

گذشتہ طویل عرصے کے دوران 10 سربراہی اجلاس ہو چکے ہیں۔ ابتدا میں تیس ارکان تھے۔ اب 57 اسلامی ممالک اس کے مستقل رکن بن چکے ہیں۔ اغراض و مقاصد کو مد نظر رکھ کر اس کی کارکردگی کا جائزہ لیں۔

مسلم امہ کا اتحاد

امریکہ کی چون ریاستوں میں وفاقی حکومت قائم ہے، دس سے زیادہ یورپی ممالک کے حکمرانوں نے اپنے اختیارات یورپی یونین کو تفویض کردیے ہیں، جبکہ او آئی سی میں شامل ممالک جن میں سے اکثر کی سرحدیں بھی آپس میں ملتی ہیں، انھوں نے مسلم اُمہ کے اتحاد و یک جہتی کی خاطر کنفیڈریشن قائم نہیں کی۔ استعماری قوتوں نے خفیہ منصوبے سے پاکستان کا بازو کاٹ دیا البتہ مسلم سربراہوں کی سفارش پر پاکستان نے بنگلہ دیش کو تسلیم کرلیا۔

برطانوی سازش سے مسلم ریاستوں میں جو بعض سرحدی تنازعے موجود تھے، اگر او آئی سی کے اجلاسوں میں اُن کو پرامن طریقہ سے حل کرلیا جاتا تو ایران عراق اور عراق کویت جنگ کی نوبت نہ آتی۔

اسلام کا دفاع

اکثر اسلامی ممالک میں عوامی قوانین (Public Laws) خود ساختہ ہیں اور اسلامی احکام بھی مساجد تک محدود ہیں، ''موساد'' اور ''را'' کے ایجنٹوں نے مسجدوں میں بم دھماکے شروع کیے تو نمازیوں میں کمی آگئی، جن ممالک میں شرعی قانون رائج ہوا طاغوتی قوتیں ان پر چڑھ دوڑیں، اب سیکولر نظام رائج کرنے کے لیے سعودی عرب پر دباؤ ہے۔

علاوہ ازیں جن ممالک کے آئین میں حدود و قیود کی بعض دفعات شامل تھیں اُن کی ہیئت تبدیل کردی گئی، نصاب تعلیم سے جہادی، بیداری اور یہود و نصاریٰ کی مخالفت پر مبنی آیات و احادیث اور شعائر اسلام سے متعلق مضامین خارج کردیے گئے تو کیا او آئی سی نے خدمت و نصرت اسلام کے لیے جدوجہد کی یا اس کے برعکس پالیسی اپنائی؟

مسلم امہ کی آزادی اور دوسری اقوام سے اس کا دفاع

جب او آئی سی قائم ہوئی تو اُس وقت فلسطین اور کشمیر کی آزادی کا مسئلہ درپیش تھا لیکن او آئی سی نے ان کے حل کے لیے موثر کارروائی نہیں کی بلکہ طاغوتی قوتوں کی سرگرمیوں میں مزید شدت آگئی۔ اسرائیلی فوج نے فلسطینیوں کے خلاف یورینیم سے تیار کردہ گولہ بارود اور آنسو گیس کا استعمال شروع کردیا۔ تابکاری کے اثرات سے متعدد فلسطینی شہید ہو رہے ہیں۔

فلسطینی علاقوں میں یہودی آبادکاری سے ہزاروں مسلمان بے گھر ہورہے ہیں۔ جس مسجد اقصیٰ کے تحفظ کے لیے او آئی سی معرض وجود میں آئی تھی اُسی مسجد میں مسلح یہودیوں کے دھاوا سے نمازیوں پر تشدد کی کارروائیاں روزمرہ کا معمول بن چکا ہے۔ بھارتی درندے مسلم گھرانوں میں گھس کر خواتین کو اغوا کررہے ہیں اور نوجوانوں کو عقوبت خانوں میں دھکیل رہے ہیں۔ ہندو فوج نوے ہزار کشمیری مسلمانوں کو شہید کرچکی ہے جبکہ بعض مسلم ممالک بھارت سے تجارتی تعلقات بڑھا رہے ہیں۔

1995ء میں سرب صلیبی درندوں کے ظلم کا شکار ہونے والے ہزاروں شہداء کو اجتماعی قبروں سے نکال کر اُن کی دوبارہ تدفین او آئی سی کی بے حسی و بے چارگی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ چیچنیا، فلپائن، برما اور تھائی لینڈ وغیرہ علاقوں میں مسلمان بربریت کا شکار ہیں، یہ تو محکوم مسلمانوں کی حالت زار تھی اب آزاد اسلامی ممالک کو غلام بنانے کی مہم شروع ہوچکی ہے۔

امریکہ نے افغانستان اور عراق میں اتنی بمباری کی ہے، اتنا خون بہایا ہے کہ چنگیز خان اور ہلاکو خان کی روح کو شرما دیا ہے۔ لیکن او آئی سی کے پلیٹ فارم سے امریکہ کے خلاف جرأت آمیز بیان سامنے نہیں آیا اور نہ ہی قرارداد مذمت پاس ہوئی بلکہ اسلامی ممالک نے انفرادی طور پر امریکہ کو منہ مانگی سہولتیں دیں یا مجاہدین کے خلاف برسرپیکار باغیوں سے تعاون کرکے بالواسطہ امریکہ کو ہی سپورٹ کی۔ جب او آئی سی مسلم ممالک کے مابین امن و آشتی کی فضاء بحال نہیں کرسکی اور آزاد مسلم ملکوں کا تحفظ نہیں کرسکی تو وہ عالمی امن کے قیام میں کیسے موثر کردار کرسکتی ہے۔

اس بے اختیار ادارے کے فیصلوں اور قراردادوں کا انحصار کس پر ہے، اس کے پانچویں مقصد سے ظاہر ہوتا ہے۔ اقوام متحدہ کے چارٹر پر عمل درآمد اقوام متحدہ تو پہلے سے موجود تھی پھر او آئی سی کے قائم کرنے کا مقصد کیا ہوسکتا ہے؟

اسلام میں مسجد اقصیٰ کو بے حد فضیلت و اہمیت حاصل ہے۔ مسلمانوں کا قبلہ اوّل ہے جہاں معراج کی رات سید الکونین ﷺ نے تمام انبیاء کرام کی امامت فرمائی اس بناء پر امت مسلمہ کو مسجد اقصیٰ سے والہانہ عقیدت و محبت ہے۔ جونہی یہودیوں نے 1969ء میں مسجد اقصیٰ کو آگ لگائی تو دنیا بھر کے مسلمان مشتعل ہو گئے۔ جلسوں اور جلوسوں میں قبلہ اول کی پکار الجہاد الجہاد کے نعرے گونجنے لگے۔ نوجوان فلسطینی مسلمانوں کے شانہ بشانہ یہودیوں کے خلاف لڑنے کے لیے بے قرار ہو گئے۔

جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے اسلامی دنیا میں حکمرانوں سے اس مطالبہ میں شدت آگئی کہ وہ یہودیوں کے خلاف عملی کاروائی کرنے کے لیے جہاد کا اعلان کریں، چنانچہ مسلم حکمرانوں کے لیے گھمبیر مسئلہ بن گیا ایک طرف امریکی مزاحمت کا خوف دوسری طرف عوامی دباؤ تھا۔ انھی دنوں میں او آئی سی کے قیام کے لیے سرگرمیاں شروع ہو گئیں جونہی مسلم سربراہی کانفرنس کے انعقاد کا اعلان ہوا تو ملی جذبات منجمد ہو گئے۔

وہ مسلم حکمران جو وزیروں، سفیروں کی تقرری اور جرنیلوں کی ترقی امریکہ کی مرضی کے بغیر نہیں کر سکتے تھے اُن تیس مسلم سربراہوں کا امریکہ کے سرپرست اسرائیل کے خلاف اکٹھا ہونا اچنبھے کی بات تھی۔ میرے گمان کو تقویت اس وقت ملی جب میں نے او آئی سی کے اغراض و مقاصد میں یہ شق پڑھی کہ وہ اقوام متحدہ کے چارٹر پر عمل درآمد کرے گی۔ اقوام متحدہ کے قیام کو پچپن سال سے زائد کا عرصہ بیت گیا لیکن اس نے عالمی امن کے قیام کے لیے کوئی قابل ذکر کردار ادا نہیں کیا البتہ اس نے ملت اسلامیہ کے مسائل حل کرنے میں دوہرا معیار اپنایا۔ فلسطین اور کشمیر سے متعلق اقوام متحدہ کی پالیسی اس کا بین ثبوت ہے۔

اقوام متحدہ نے بوسنائی مسلمانوں کو صبر کی تلقین کی لیکن سرب درندوں کو اسلحہ فراہم کیا۔ وہ نہتے مسلمانوں کو قتل کر کے اجتماعی قبریں بناتے رہے۔ اقوام متحدہ کو ذرا ترس نہ آیا، جب معاہدے کا وقت آیا تو بوسنیا کے دو حصوں پر عیسائی اقوام کا حق تسلیم کیا گیا جب کہ تہائی حصہ پر مسلمانوں کو سربوں، کروشیائی اقوام کے ساتھ مخلوط حکومت کرنے پر مجبور کیا گیا۔

روسی طیارے اندھا دھند بمباری سے چیچنیا میں تباہی مچاتے رہے۔ مظلوم مسلمانوں نے عالمی برادری سے تعاون کی درخواست کی تو اقوام متحدہ نے کانفرنس میں اسلامی ممالک کو اس بات کا پابند کر دیا کہ وہ کسی دوسرے ملک میں دراندازی نہ کریں گے۔

صیہونی امریکہ نے 11 ستمبر کو بہانہ تراش کر افغانستان پر حملہ کیا تو امریکہ نے اسامہ بن لادن کے ملوث ہونے کا ثبوت کون سی بین الاقوامی عدالت میں پیش کیا؟ جب افغانستان کیمیائی اسلحہ کی آزمائش کا تجربہ گاہ بن گیا تو اقوام متحدہ نے امریکہ سے کسی قسم کا احتجاج نہیں کیا۔

امریکہ نے عراق پر کیمیائی ہتھیاروں کے بے بنیاد الزامات عائد کیے تو اقوام متحدہ کے معائنہ کاروں نے کافی عرصہ تک چھان بین کی، اُن کو کوئی آثار نہ ملے اس کے باوجود امریکہ نے عراق پر حملہ کر دیا، سول آبادی کے لیے خوراک کے گوداموں کو تباہ کیا، پانی کے ذخائر میں زہر ملایا، سول آبادی کو نشانہ بنایا، اقوام متحدہ ٹس سے مس نہ ہوئی۔ باقی چار ویٹو پاور ممالک جو حملہ سے قبل زبانی کلامی امریکہ سے احتجاج کرتے رہے تھے حملہ کے دوران خاموش تماشائی بن گئے اور حملہ کے بعد انھوں نے اقوام متحدہ میں امریکہ کے خلاف اقتصادی و تجارتی پابندیاں عائد کرنے کے لیے کسی قسم کی قرارداد پیش نہیں کی۔

1965ء کی جنگ ہو یا کارگل کی لڑائی اس میں ہندو فوج کی ذلت آمیز شکست کے آثار نظر آئے۔ جب روسی فوج کو افغان مجاہدین نے گھیرے میں لے لیا، بوسنیا میں نہتے بھائیوں کی اجتماعی قبریں دیکھ کر باقی ماندہ مسلمانوں نے دعوت و جہاد کا پرچم تھام لیا، اور سربوں پر ٹوٹ پڑے تو اقوام متحدہ نے فوراً نمائندے بھیج کر جنگ بندی کرائی اور معاہدوں کی تاریخ رقم ہوئی لیکن ایران عراق جنگ کیوں نہ بند کرائی گئی۔ پاک بھارت کے مابین دس سال تک جنگ بندی کے لیے شملہ سمجھوتہ ہو سکتا ہے تو عراق، ایران میں سمجھوتہ کے لیے دباؤ کیوں نہ ڈالا گیا؟ عراق اور کویت میں تیل کے کنوؤں کا تنازعہ حل کیوں نہ کیا گیا؟

(بقیہ ص:17)

مسلم نوجوانوں کے لیے لمحہ فکریہ!!!

وقار عظیم بھٹی

عرب کے صحرانشین لات ومنات اور ہبل کو توڑ کر جب اٹھے تو دنیا پر رحمت الٰہی کی گھٹائیں کر چھاگئے اور اونٹ چرانے والے بدو دنیا کے سالار بنے۔ لوگوں کو تہذیب وتمدن کے ساتھ حکمرانی کے اصول بھی سمجھائے اور دنیا سے فساد ختم کر کے امن قائم کیا۔ تاریخ اسلامی گواہ ہے کہ قرون اولیٰ کے مسلمان حد درجہ خوددار تھے۔ ان کی زندگیاں ایسی مثالی تھیں کہ ان کی حیات مستعار کا ہر لمحہ تعلیمات نبوی کا عکس ہوتا تھا بلکہ ایسے کئی واقعات موجود ہیں کہ جب کسی صاحب اقتدار نے کسی اللہ والے کی مدد کرنا چاہی تو اس نے یہ کہہ کر صاف انکار کر دیا کہ مجھے اس مال ودولت کی ضرورت نہیں۔

آپ خلفاء راشدین کے ادوار کا مطالعہ کر لیجئے۔ امیر المومنین سیدنا عمر فاروق ؓ جن سے بڑا حاکم، مدبر سیاستدان اور جامع حیثیات انسان دنیائے اسلام میں پیدا نہیں ہوا۔ قیصر وکسریٰ ان کے نام سے لرزاں تھے۔ ان کی سادگی کا عالم یہ تھا کہ ان کے کرتے میں کئی پیوند لگے ہوتے تھے اور زمین پر اینٹوں کا سرہانہ بنا کر سو جاتے تھے۔ غیر مسلم سائنسدان سوال کرتے ہیں کہ عربوں کے گھوڑوں کی رفتار اتنی غیر معمولی کیوں تھی؟ قدرت نے ان کے سامنے زمین کو سمٹنا کیوں سکھا دیا؟ سچ یہ ہے کہ قدرت نے عرب کی ریت کے ذروں کو تاروں کی چمک عطا کی اور انہیں دنیا کے تاریک ترین گوشوں میں بکھیر دیا تا کہ قرآن وسنت کی روشنی روئے زمین پر بسنے والے ہر فرد تک پہنچ سکے۔

یاد رکھیں سپین میں مسلمانوں نے تقریباً آٹھ سو سال تک حکومت کی۔ مسلمانوں کے استحکام کی گواہی آج بھی قرطبہ اور الحمراء سے مل سکتی ہے۔ سمرقند وبخارا میں بھی مسلمانوں نے اپنی تہذیب کے جھنڈے گاڑے۔ مسلمان خلفائے راشدین یہ برداشت ہی نہیں کرتے تھے کہ غیر اسلامی طاقتیں اپنی ریشہ دوانیاں جاری رکھیں۔ آج فلسطین، عراق، افغانستان اور کشمیر میں غیر مسلم مسلمانوں کے بچوں اور بچیوں کے خون سے ہولی کھیلی جا رہی ہے لیکن موجودہ نوجوان مسلم تساہل پسندی کا شکار ہیں اور یہ قانون قدرت ہے کہ جو قوم راہ راست سے ہٹ کر تساہل پسندی اور عیش پرستی کو شعار بنا لیتی ہے اللہ ان سے دنیا کی حاکمیت چھین لیتا ہے۔

مسلمان علماء اور سائنس دانوں نے ایسے عظیم کارنامے سرانجام دیے ہیں کہ صفحہ دعالم اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ ہمارے بزرگوں کے علمی کارنامے ایسے ایسے محیر العقول ہیں جنھیں پڑھ کر آج بھی اہل یورپ وغیر مسلم انگشت بدنداں ہیں۔ یورپ کے دانشوروں نے البیرونی کی کتب سے خوب استفادہ کیا۔ البیرونی کی تحریر کردہ کتاب آثار الباقیہ اور کتاب الہند کا 1888ء میں انگریزی زبان میں ترجمہ کر کے لندن سے شائع کی گئی۔ ابوالقاسم زہراوی عظیم مسلمان سائنسدان تھا اور فن جراحت میں آج تک اس کا ثانی پیدا نہیں ہوا، کتاب التصریح جو کہ آج بھی یورپ کی لائبریریوں میں موجود ہے بلکہ وہاں کی یونیورسٹیوں کے نصاب میں شامل رہی ہے۔ اسی طرح عبدالملک اصمعی، ابوبکر محمد زکریا رازی، حکیم ابونصر فارابی، بوعلی سینا، جابر بن حیان، ابوالہیثم، ابوالحسن علی بن سہل وغیرہ کی عظیم تصانیف سے یورپی اقوام نے بھرپور استفادہ حاصل کیا ہے۔

مثل مشہور ہے کہ "دیوے تھلے ہنیرا" آج یہ مقولہ موجودہ نوجوانوں پر بالکل فٹ آتا ہے کہ یورپی باشندے تو ہمارے بزرگوں کی کتابوں سے استفادہ کر کے نئی نئی ایجادات اپنے نام سے منسوب کر رہے ہیں اور ہم غفلت کی نیند سوئے ہوئے ہیں بلکہ اپنے اسلاف کی خدمات کو رائیگاں ہوتا دیکھ رہے ہیں، مگر کر کچھ نہیں سکتے ماسوائے خالی دعوؤں کے۔

آج مسلمان مال ودولت کی فراوانی اور تعداد میں زیادہ اور جدید اسلحہ رکھنے کے باوجود جگہ جگہ ذلیل ہو رہے ہیں اور کفار ہم پر غلبہ پا چکا ہے۔ آخر سبب کیا ہے؟ سبب یہی ہے کہ مسلم نوجوان یورپ کی ظاہری رنگینیوں میں کھو کر اپنے اصل مقاصد کو بھلا بیٹھے ہیں انہیں وہ وقت یاد نہیں رہا کہ

ہمارے اسلاف نے غزوۂ بدر میں جذبۂ ایمانی اور توکل علی اللہ کے تحت کفار کے ایک ہزار لشکر جو کہ اسلحہ سے پوری طرح لیس تھا بری طرح شکست سے دو چار کر دیا تھا۔ افسوس! آج مسلمان نوجوان اپنے ان اسلاف کے اوصاف سے بالکل بے بہرہ ہو چکے ہیں اب صرف نام کے مسلمان رہ گئے ہیں ایمان ویقین سے کورے ہیں جبکہ ان نفوس قدسیہ کے ایمان کو اللہ تعالیٰ نے فان امنوا بمثل ما امنتم به فقد اهتدوا معیار اور کسوٹی قرار دیا ہے۔

وہ شرم وحیا کے پیکر تھے اور ہم فحاشی وعریانی پھیلانے والے اداروں کے اینکر پرسن اور غلام ہیں۔ وہ اسلام کے بے باک سپاہی اور آج کے نوجوان دین کے دشمن بن کر نام نہاد امن کی آشا کے جھنڈے تلے جمع ہیں اور غیر اسلامی کمپنیوں کے محافظ بنے بیٹھے ہیں۔ ان کی راتیں مسجدوں میں قیام، رکوع وسجود میں گزرتی تھیں اور موجودہ مسلم نوجوانوں کی راتیں سینے، تھیٹرز اور بے حیائی کو فروغ دینے والے اڈوں میں گزرتی ہیں۔ انھوں نے قرآن وسنت کو اپنا نصب العین بنایا اور موجودہ نوجوان غیر مسلم تہذیب کے دلدادہ ٹھہرے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے نوجوانوں نے خلافت راشدہ کے سنہری ادوار کا مطالعہ ترک کر کے امریکی ویورپی لٹریچر کو اپنے تخیل کی زینت بنایا، رفتہ رفتہ مسلمان نوجوانوں میں نہ جرأت رہی نہ شرم وحیا رہی، جب شرم وحیا نہ رہے تو پھر کسی کی بھی عزت محفوظ نہیں رہ سکتی۔

حق تو یہ تھا کہ ہم بھی اپنے اسلاف کی طرح کما حقہ اللہ تعالیٰ کی بندگی بجالاتے اور اپنے تخلیقی مقصد کی تکمیل کرتے، مگر افسوس! موجودہ درندہ صفت نوجوان شرم وحیا اور سنت نبوی کی ایسی دھجیاں اڑا رہے ہیں جو نا قابل بیان ہے انھوں نے صدیق کی صداقت کو چھوڑ کر نیویارک کے اسکالرز کے اقوال کو اپنے ذہنوں پر نقش کرلیا۔ سیدنا عمر فاروقؓ کی عدالت کو چھوڑ کر انگریز اور یہودی وعیسائیوں جو کہ اسلام کے دشمن ہیں کے بنائے ہوئے آئین کو اپنایا اسی لیے آج عصمت کی دھجیاں اُڑ رہی ہیں۔ انھوں نے سیدنا عثمانؓ جو شرم وحیاء کا پیکر ومجسمہ تھے کی سیرت کو نظر انداز کر کے یورپ کے شہزادوں کو اپنا آئیڈیل بنایا۔ انھوں نے سیدنا علی المرتضیٰؓ کی شجاعت و بہادری کو پس پشت ڈال کر مصلحت کو اپنا کر اسلام دشمنی پر خوب پیسہ کمایا اور کما رہے ہیں۔

اُمت محمدیہ کے نوجوانوں! کیا امام کائنات ﷺ سے بڑھ کر بھی کوئی ایسی ہستی ہے جس کی سیرت وصورت کے متعلق اللہ نے فرمایا ہو لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة میری مسلم قوم کے غیور نوجوانوں! آخر کیوں غیر مسلم تہذیب کے ایجنٹ بنے بیٹھے ہو؟ اور نبی رحمت ﷺ کی تعلیمات حسنہ کو پس پشت ڈال رکھا ہے۔ چشم فلک نے تاریخ انسانی میں ایسا چہرہ نہیں دیکھا ہوگا جس کے متعلق خالق کائنات نے فرمایا ہو: قد نری تقلب وجهك فی السماء فلنولینك قبلة ترضها کیا تمھیں نبی کریم کا چہرہ اچھا نہیں لگتا؟ بدبختو! سنت رسول داڑھی کو صرف منڈوانے پر بھی اکتفا نہیں کرتے ہو بلکہ یہودیوں کی مثل ڈیزائن بنا کر خوب اس کا مذاق اُڑاتے ہو۔ تمھاری شکل وصورت دیکھ کر کون کہے گا کہ یہ صدیق اکبرؓ، فاروق اعظمؓ، عثمان غنیؓ اور سیدنا علی المرتضیٰؓ کے مشن کے علمبردار ہیں؟

شہید اسلام امام العصر علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ فرمایا کرتے تھے کہ ”بزدلی سے اگر کوئی قوم بچا کرتی تو کبھی بہادروں کو موت نہ آتی“ آج عافیہ صدیقی جیسی کئی لڑکیاں جنھیں امریکی غنڈے و درندے اپنی ہوس کا نشانہ بنا کر مسلمانوں کی غیرت کو للکار رہے ہیں ان کا کوئی پرسان حال نہیں۔ جہاد فی سبیل اللہ جو تمھارے اکابر کا مشن رہا تم اسے ترک کر کے ذلت کی زندگی بسر کر رہے ہو۔ حکمران تو ہیں ہی نہیں بلکہ غلام ہیں جو اپنے ہاتھوں سے ملک کی بیٹیوں کے سودے کرتے اور دلالی کا مال کھا رہے ہیں۔

آج کا نوجوان تعلیم انگلینڈ میں حاصل کرنا چاہے اور ملازمت امریکہ میں۔ رہنا کینیڈا میں چاہے اور بات انگریزی میں کرنے کا شوق رکھتا ہو، چائنیز رائس، اٹالین پیزے کھائے اور کہے کہ میری رگوں میں گردش کرنے والے خون میں صداقت وجرأت پیدا ہو، چھٹیاں یورپ کے بیڈ روم میں گزارنا پسند کرے پھر کہے کہ میری عزت وغیرت بھی محفوظ رہے۔ فحاشی و عریانی پر مبنی فلمیں دیکھنے اور انڈین موسیقی سننے کو ترجیح دے پھر کہے کہ قرآنی آیات ہم پر اثر انداز کیوں نہیں ہوتیں؟ زندگی خلاف سنت بسر کرے اور پھر خواہش رکھے کہ موت مدینے میں آئے بھلا یہ کیسے ہوسکتا ہے؟

میری قوم کے غیور نوجوانو! اگر اپنی کھوئی ہوئی ساکھ بحال کرنے اور ملک کو درست سمت چلانا چاہتے ہو تو غلامی کا طوق گلے سے اتار دو اور خلافت راشدہ کے اصول وضوابط کو بطور آئین اپنالو۔ قرآن وسنت کی بالادستی اور صحیح معنوں میں ان پر عمل پیرا ہونے کا عزم کرلو، اللہ کی قسم دنیا و آخرت کی عزت وسربلندی تمھارا مقدر ٹھہرے گی۔

جماعتی خبریں

پریس ریلیز

وطن عزیز کے حساس ترین مقامات پر تخریبی کاروائی حکومت سمیت دیگر تمام قانون نافذ کرنے والے اداروں کی کارکردگی پر سوالیہ نشان ہے۔ سیاست دان اقتدار کی لڑائی کی بجائے ملک وقوم کے مال وجان کے تحفظ کے لیے کردار ادا کریں۔ ان خیالات کا اظہار امیر جماعت اہلحدیث پاکستان نے گذشتہ دنوں ہونے والے واہگہ بارڈر کے عظیم سانحے پر دکھ وافسوس کا اظہار کرتے ہوئے کیا۔ انھوں نے کہا کہ شرپسند اور ملک دشمن طاقتیں دھرنا پالیسی میں مکمل طور پر ناکامی کے بعد اب خودکش حملوں جیسی گھناؤنی وارداتوں کے ذریعے ملک میں انارکی اور بدامنی پھیلانا چاہتی ہیں۔ انھوں نے کہا کہ حالیہ دہشت گردی کا مقصد ملک میں بدامنی، عوام میں خوف وہراس، حکومت کی کارکردگی پر سوالیہ نشان لگانے کے ساتھ ساتھ عالمی سطح پر پاکستان کی ساکھ کو نقصان پہنچانا ہے۔ ناظم الامور السیاسیہ جماعت اہلحدیث پاکستان مناظر اسلام حافظ عبدالوہاب روپڑی نے کہا سانحہ واہگہ بارڈر کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے، حکومت جلد از جلد معاملہ کی شفاف تحقیقات کروا کر افسوسناک واقعہ میں ملوث خفیہ ہاتھوں کو بے نقاب کرے اور کیفر کردار تک پہنچائے۔ دہشت گردی کے واقعات پر خاموشی مجرموں کے حوصلے بڑھا رہی ہے۔ سیاسی وعسکری قیادت گھناؤنے واقعات میں ملوث مجرموں کو گرفتار کرے اور آہنی ہاتھوں سے نمٹے۔

مولانا شکیل الرحمن ناصر نے کہا کہ میاں نواز شریف وقت کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے عوام کے بنیادی مسائل اور دہشت گردی کی روک تھام کے لیے اقدامات کو ترجیح دیں اور ہنگامی بنیادوں پر عوام کو جان ومال کا تحفظ فراہم کریں۔ حکومت عوام کی فلاح وبہبود کے لیے فوری اقدامات کرے۔ حافظ عبدالوحید شاہد روپڑی نے کہا کہ آزمائش اور دکھ کی اس گھڑی میں ہم لواحقین کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور ان کی مغفرت کے لیے دعا گو ہیں۔

(منجانب: شعبہ نشر واشاعت جماعت اہلحدیث لاہور)

خلافت راشدہ کانفرنس

گذشتہ دنوں چنیوٹ شہر میں خلافت راشدہ کانفرنس منعقد ہوئی جس میں مناظر اسلام مفسر قرآن حافظ عبدالوہاب روپڑی ناظم الامور السیاسیہ جماعت اہلحدیث پاکستان نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اہل بیت کے ساتھ ساتھ تمام صحابہ کرامؓ سے محبت کرنا اہل ایمان کی نشانی ہے۔ ان میں سے کسی ایک کی محبت میں اس قدر غلو کرنا کہ اُسے منصب خدائی پر بٹھا دینا غلط ہے اور ایک کے ساتھ حسد وبغض رکھنا ایمان کے منافی ہے۔

انھوں نے کہا کہ ان نفوس قدسیہ کی تو زندگیاں اسلام کے لیے وقف تھیں، وہ تو پیغمبر کے سانس کے ساتھ سانس لیتے اور جب آپ وضوء فرماتے تو صحابہ کرامؓ وضوء کے قطروں کو اپنے جسموں پر ملتے تھے۔ اسی محبت کی بدولت نبی رحمت ﷺ نے ان چاروں بلکہ ان کے نقش قدم پر چلنے والوں کے متعلق فرمایا: عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين "لوگو میری اور میرے خلفائے راشدین ومہدیین کی سنت پر چلو" اگر نبی ﷺ کو ان سے محبت نہ ہوتی تو نبی ان کی عزت وتکریم کرنے اور ان کے نقش قدم پر چلنے کا حکم قطعاً نہ دیتے، لہٰذا ثابت ہوا کہ دنیا وآخرت میں کامیاب وہی شخص ہے جو صحابہ واہل بیت سے یکساں محبت رکھتا ہے۔

اس بابرکت سفر میں حافظ عبدالوحید شاہد روپڑی امیر جماعت اہلحدیث پنجاب، حافظ عبدالطاہر، حافظ کامران صدیقی، وقار عظیم بھٹی بھی حضرت حافظ صاحب کے ہمراہ تھے۔

(شعبہ نشر واشاعت جماعت اہلحدیث لاہور)

شہدائے اسلام کانفرنس

مورخہ 21 نومبر بروز جمعۃ المبارک بعد از نماز مغرب مرکز اصلاح اُمت فاروق آباد میں سالانہ شہدائے اسلام کانفرنس منعقد ہو رہی ہے جس میں علامہ زبیر احمد ظہیر، مولانا منظور احمد، پروفیسر عبدالرزاق ساجد، حافظ عبدالوحید شاہد روپڑی، حافظ محمد رفیق طاہر، مولانا ابوبکر سلطان یزدانی و دیگر علمائے کرام خطابات ارشاد فرمائیں گے۔ تمام اہل اسلام سے شرکت کی پرزور اپیل ہے۔

(منجانب: جماعت اہلحدیث فاروق آباد)

WEEKLY
TANZEEM AHL-E-HADITH CPL-104
LAHORE

سلف صالحین کے طریق کار کا علمبردار

جامعہ اہلحدیث لاہور

تعارف: جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں لاہور الحمد للہ اپنے تعلیمی معیار اور قابل اساتذہ کے لحاظ سے انفرادی حیثیت کا حامل ہے۔ جس میں 28 قابل اور محنتی اساتذہ کرام تعلیمی فرائض سرانجام دینے پر مامور ہیں۔

قائم کردہ: حضرت العلام حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ، خطیب پاکستان حافظ محمد اسماعیل روپڑیؒ، رئیس المناظرین حضرت مولانا حافظ عبدالقادر روپڑیؒ (تاسیس اول: 1914ء شہر روپڑ ضلع انبالہ۔ تجدید تاسیس: 1914ء لاہور)

شعبہ جات: جامعہ ہذا نو شعبوں پر مشتمل ہے: (1) تحفیظ القرآن الکریم (2) شعبہ تجوید قراءت (3) درس نظامی (4) وفاق المدارس السلفیہ (5) دار الافتاء (6) تصنیف وتالیف (7) فن مناظرہ (8) دعوت والارشاد (9) کمپیوٹر لیب (10) طب اور اس کے ساتھ ساتھ ایف اے تک عصری تعلیم کا معقول بندوبست۔

سعودی جامعات میں داخلے کے مواقع: جامعہ اہلحدیث کے طلباء کے لیے سعودی جامعات میں حصول تعلیم کے مواقع

وظائف: ہر ماہ طلباء کے لیے معقول وظائف

سالانہ اخراجات: جامعہ کا سالانہ خرچہ جس میں طلبہ کے قیام وطعام، ادویات، صابون، اساتذہ کرام وملازمین کی تنخواہوں سمیت ایک کروڑ چودہ لاکھ سے تجاوز کر چکا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور آپ احباب کے تعاون سے پورا ہوتا ہے۔

تعمیری منصوبہ: اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور آپ احباب کے تعاون سے بیسمنٹ گراؤنڈ فلور اور فرسٹ فلور پر تدریسی ور ہائشی بلاک، کچن اور ڈائننگ ہال مکمل ہو چکے ہیں جبکہ مزید دو فلور کی اشد ضرورت ہے جس کا تخمینہ تقریباً 80 لاکھ روپے ہے۔

اپیل: یہ تمام کام اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور احباب کے تعاون سے جاری ہیں اس لیے مخیر حضرات بڑھ چڑھ کر تعاون کا سلسلہ جاری رکھیں۔

ترسیل زر کا پتہ: اکاؤنٹ نمبر 7-0286-0107066 یونائیٹڈ بنک لمیٹڈ برانڈرتھ روڈ لاہور، پاکستان۔

منجانب: حافظ عبدالغفار روپڑی، ناظم جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں لاہور 0300-9476230/042-37656730